تحقیق الحق الظریف الجید
فی عدم نکاح الشریفۃ السیدۃ
بغیر الشریف السید

مسئلہ

سیدہ کا نکاح
غیر سید سے نہیں ہو سکتا

تصنیفِ لطیف

علامہ حافظ محمد عبد الحی چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ ابن
الشیخ الجامع حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمہ اللہ تعالیٰ
بہاول پور

تحقیق الحقّ الظریف الجیّد
فی عدم نکاح الشریفۃ السیّدۃ
بغیر الشریف السیّد

مسئلہ

سیّد کا نکاح
غیر سیّد سے نہیں ہوسکتا

تصنیفِ لطیف

علامہ حافظ محمد عبدالحی چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ ابن
الشیخ الجامع حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمہ اللہ تعالیٰ
بہاول پور

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اِنتساب

کتاب زیرِ نظر کی طباعت واشاعت کی حقیر خدمت کو اپنے ہادی آقا و مولا، سلطان العاشقین تاج العارفین بُرہان العلماء سندالفضلاء مجدّدِ اعظم مؤیدِ اَنجم سیدالسادات مرجع السعادات حضورِ پُرنور سرکارِ گولڑہ اعلیٰحضرت **پیر مہر علی شاہ** الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نام نامی و ذاتِ گرامی کے ساتھ منسوب و معنوَن کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں۔

نیز

میرے ہادی و مُرشد آقا و مولا مخزنِ اسرارِ حقیقت معدنِ انوارِ محبت پیکرِ مہر و وفا حضرت قبلہ بابوجی سید **پیر غلام محی الدین شاہ** الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ جن کی نگاہِ مہر کی بدولت میں ناچیز اس قابل ہوا اور مجھ حقیر کو اس کارِ خیر کی توفیق نصیب ہوئی۔

جَزَاکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَحْسَنَ الْجَزَاءِ کہ

بر کریماں کارہا دشوار نیست

۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۱۹ھ

والسلام
خواجہ مشتاق احمد غفرلہ

جملہ حقوق بحق آستانہ عالیہ گولڑہ شریف محفوظ ہیں

بار ——— دوم

تعداد ——— دو ہزار (۲۰۰۰)

تالیف ——— علامہ حافظ محمد عبدالحئی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

مطبوعہ ——— پرنٹنگ پروفیشنل لاہور فون: ۶۳۰۴۱۰۳

مقام ——— گولڑہ شریف ضلع اسلام آباد

ہدیہ ——— اٹھارہ روپے

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مصنف کا تعارف

رسالہ ہذا کے مصنف صدر الجہابذہ و استاذ الاساتذہ حضرت علامہ حافظ محمد عبد الحی چشتی حضرت العلام، بحر العلوم، الشیخ الجامع مولانا غلام محمد گھوٹوی رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند ہیں مختصراً پہلے کلمات ثناء "حضرت الشیخ الجامع" کے بارے میں ہیں اور پھر انکے قابل صد فخر فرزند علامہ چشتی کا ذکر کرونگا۔

تعلیم و تربیت

حضرت الشیخ الجامع علامہ غلام محمد گھوٹوی رحمہ اللہ تعالی کا شمار اپنے دور کے عدیم المثال علماء میں ہوتا ہے آپ نے بچپن میں ہی حضرت سیدنا قبلہ عالم گولڑوی رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ آپ نے اس بچہ کی پیشانی پر سعادت کے آثار دیکھ کر ان کے استاذ محترم مولانا محمد چراغ صاحب رحمہ اللہ تعالی کو ہدایت فرمائی کہ یہ بچہ کچھ ہونے والا ہے لہذا ان کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ کی جائے۔ کچھ عرصہ چکوڑی میں زیر تعلیم رہنے کے بعد آپ کو شوق علم ملتان کے قریب بستی گھوٹہ میں لے آیا جو اس وقت پنجاب بھر میں عظیم علمی مرکز تھا۔ حضرت مولانا جمال الدین گھوٹوی سے جو حضرت شمس العارفین سیالوی قدس سرہ کے ارادت مند تھے تعلیم کا آغاز کیا۔ کچھ عرصہ یہاں زیر تعلیم رہنے کے بعد آپ نے مظفر گڑھ اور رامپور کے علمی مراکز سے استفادہ

Marfat.com

کیا۔ حضرت مولانا احمد حسن کانپوری رحمہ اللہ تعالی کے پاس مدرسہ فیض عام کانپور میں ڈیڑھ برس تعلیم حاصل کی۔ مولانا فضل حق رحمہ اللہ تعالی رامپوری پرنسپل مدرسہ عالیہ لاہور کے ہاں درس نظامی کی تکمیل کی۔ حضرت مولانا وزیر حسن رامپوری رحمہ اللہ تعالی سے دورہ حدیث شریف پڑھا۔ حضرت قبلہ عالم مجدد گولڑوی قدس سرہ سے فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ پڑھیں۔

درس و تدریس

فارغ التحصیل ہونے کے بعد مدرسہ عالیہ رامپور میں تین سال تک تدریس کی آپ قادر الکلام شاعر بھی تھے رامپور میں کوئی مشاعرہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا تھا جب تک آپ اس میں شرکت نہ فرماتے۔

حضرت مولانا جمال الدین گھوٹوی رحمہ اللہ تعالی کی وفات کے بعد مدرسہ گھوٹہ کی انتظامیہ کی درخواست پر آپ نے اپنے استاد مکرم کی مسند تدریس سنبھالی اور بیس برس تک یہاں فیض علمی پہنچاتے رہے اور پورے ہندوستان میں عظیم شہرت پائی۔ گھوٹہ میں قیام کی وجہ سے گھوٹوی مشہور ہوئے۔ پھر ریاست بہاول پور میں ایک عظیم علمی مرکز "جامعہ عباسیہ" کا قیام عمل میں آیا تو نواب بہاول پور کو ایک ہستی کی تلاش تھی جو جامعہ کے شیخ الجامعہ کے منصب پر فائز ہوسکے۔ چنانچہ ہندوستان بھر کے تمام مراکز علمی میں نظر دوڑانے کے بعد نگاہ انتخاب آپ کی ذات والا صفات پر ٹھہری پورے برصغیر میں آپ کی علمی شہرت پھیل چکی تھی۔

Marfat.com

آپ نے نواب بہاول پور کی درخواست کو قبول فرمایا اور "جامعہ عباسیہ" کے جو اسلامی یونیورسٹی کے نام سے مشہور ہے پہلے شیخ الجامعہ مقرر ہوئے بیس سال تک آپ نے یہاں تدریس فرمائی۔

جلالت علمی

علماء کرام میں آپ ایک حجت تھے۔ کسی مسئلہ میں قال العلامہ گھوٹوی حجت وسند مانا جاتا تھا ایک مرتبہ اجمیر شریف جاتے ہوئے جب دار العلوم دیوبند پہنچے تو مولانا محمود الحسن دیوبندی جو اس وقت شیخ الحدیث تھے درس حدیث دے رہے تھے۔ اور "مسئلہ سمع موتیٰ" زیر بحث تھا۔ مولانا محمود الحسن صاحب نے کہا کہ "احناف کے نزدیک مردے نہیں سنتے" آپ طلباء کے پیچھے بیٹھے تھے کسی کو آپ کے مرتبہ علمی کا پتہ نہ تھا۔ فرمایا مجھے ایک سوال کرنے کی اجازت ہے۔ انہوں نے کہا سوال کرو۔ آپ نے فرمایا احناف سے آپ کی کیا مراد ہے۔ وہ بولے کہہ تو رہا ہوں کہ احناف کا مذہب ہے کہ مردے نہیں سنتے آپ نے فرمایا مطلقاً احناف کا قول معتبر نہیں ہے۔ اس لئے کہ ماوراء النہر اور کچھ دیگر علاقوں کے علماء احناف خارجی بھی ہیں اور معتزلہ بھی۔ ان کا قول ہمارے لئے حجت نہیں ہوسکتا اس لئے آپ وضاحت کریں کہ کیا "سمع موتیٰ" کا انکار احناف اہل سنت کا مذہب ہے۔ یہ سن کر مولانا محمود الحسن پر سکتہ طاری ہوگیا اور وہ اس کا جواب نہ دے سکے۔ تھوڑی دیر کے بعد پوچھنے لگے آپ کہاں سے آئے ہیں۔ آپ نے کہا ملتان سے انہوں نے کہا علامہ گھوٹوی کو جانتے ہو۔ فرمایا کہ فقیر ———

ہی کو غلام محمد گھوٹوی کہتے ہیں یہ سننا تھا کہ مولانا محمود الحسن صاحب نے اپنی مسند چھوڑدی اور حضرت شیخ الجامعہ کو آگے لے آئے۔ اپنی مسند پر بٹھا کر کہنے لگے جب آپ نے کہہ دیا کہ مردے سنتے ہیں تو محمود الحسن کا کیا بگڑتا ہے میں بھی کہتا ہوں "مردے سنتے ہیں، مردے سنتے ہیں، مردے سنتے ہیں"

قادیانیوں کے خلاف بہاول پور میں ایک عدالت میں مرزائیوں کے ساتھ عدم جواز نکاح اور انکے ارتداد کے لئے ایک مقدمہ پیش کیا گیا بہت سے علماء آپ کی دعوت پر بہاول پور میں جمع ہوئے اور اپنے اپنے انداز میں دلائل جج کے سامنے پیش کئے۔

حضرت الشیخ الجامع نے ختم نبوت کے دلائل پیش کرتے ہوئے جج سے کہا کہ میں مسئلہ ختم نبوت قرآن مجید کی ہر ہر آیت سے ثابت کرسکتا ہوں۔ جج اور دوسرے حاضر علماء جو کثرت کے ساتھ موجود تھے ششدر رہ گئے۔ بعض علماء تو کہنے لگے کہ یہ دعوی بہت بڑا کیا گیا ہے اس کا ثابت کرنا بہت دشوار ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی مشکل نہیں ہے میں ثابت کرکے دکھاؤں گا۔ چنانچہ آپ نے اپنے دعوی کو ثابت کرنے کیلئے تین چار علماء کو سامنے بٹھا کر دلائل تحریر کرانے شروع کئے۔ اور کئی سو صفحات پر مشتمل بیان تیار ہوگیا۔ جس میں قرآن مجید اور احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام سے مسئلہ ختم نبوت کو مبرہن کیا گیا تھا دوسرے دن جب آپ نے وہ بیان جج کے سامنے پیش کیا تو وہ اتنا طویل مسودہ دیکھ کر کہنے لگا حضرت اتنا طویل بیان پڑھنے کے لئے ہمارے

پاس وقت نہیں آپ اس کا خلاصہ پیش کریں چنانچہ پھر آپ نے خلاصہ پیش کیا جس میں سورۃ بقرہ کی یہ آیت آپ نے پڑھی

والذین یؤمنون بما انزل علیک و ماانزل من قبلک و بالاخرۃ ھم یوقنون

اور اس سے یوں استدلال فرمایا کہ ایمان والوں کی صفات کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ آپ پر اتاری گئی کتاب اور آپ سے پہلے اتاری گئی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں اگر آپ ﷺ کے بعد کسی نبی نے آنا ہوتا تو یوں بھی فرمایا جاتا کہ آپ کے بعد اتاری جانے والی وحی پر ایمان رکھتے ہیں۔ چونکہ آپ خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا اس لئے فرمایا کہ آپ پر اتاری گئی کتاب اور آپ سے پہلے اتاری گئی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ پتہ چلا کہ عقیدۂ ختم نبوت اٹل ہے اور آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ کے اس طرز استدلال سے علماء دنگ رہ گئے اور آپ کی جلالت علمی کے قائل ہوگئے۔ آپ کے دلائل قاہرہ اور دیگر علماء کے بیانات کی روشنی میں جج نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیکر مسلمان عورت کے ساتھ ان کا نکاح رد کردیا اور یہ روئداد فیصلہ مقدمہ بہاول پور اور بیانات علماء ربانی کے نام سے چھپ گئی ہے۔

مناظرات

آپ نے قادیانیوں رافضیوں اور خارجیوں سے سینکڑوں کامیاب مناظرات کئے مگر افسوس کہ آپ کے ان علمی فوائد اور مناظروں کی روئداد کو محفوظ کرنے کی طرف توجہ نہ دی گئی۔

مسعود حسن شہاب دہلوی اپنی کتاب مشاہیر بہاول پور میں آپ کے متعلق لکھتے ہیں کہ حضرت الشیخ الجامع مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمہ اللہ تعالی پیکر علم و فضل جامع شریعت و طریقت اور صاحب حال بزرگوں میں سے تھے پورے ہندوستان میں انکے علم کی دھوم تھی، بڑے بڑے علماء اور فضلاء بھی ان کے آگے بولنے کی جرات نہیں کرتے تھے۔ شریعت کی پابندی مبالغہ کی حد تک تھی طریقت کی راہ نوردی میں کمال حاصل کیا۔ عبادت و ریاضت کو اس حد تک پہنچا دیا کہ قلب انوار تجلی ذات کا گنجینہ بن گیا تھا۔ آپ کے تلامذہ میں ایسے فیض رساں ہستیاں پیدا ہوئیں جنہوں نے ہندوستان کے علاوہ ایران، افغانستان، روس، ترکستان اور بلاد عرب میں جا کر علم و عرفان کے چراغ روشن کیے۔

آپ کے چند مشہور تلامذہ کرام

آپ کو سیدی و مرشدی حضرت سیدنا غلام معین الدین شاہ صاحب مدظلہ اور سیدی و مرشدی حضرت سیدنا شاہ عبدالحق صاحب مدظلہ کے استاد ہونے کا شرف حاصل ہے حضرت علامہ مولانا محمد غازی علیہ الرحمت جو ایک متبحر عالم تھے اور حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ کے نہایت ہی معتمد تھے۔ جامعہ صولتیہ میں مدرس تھے، حرم شریف میں آپ سے ندائے یارسول اللہ پر مناظرہ کرنے آئے تھے لیکن زیارت کرتے ہی دل دے بیٹھے، مکہ مکرمہ چھوڑ کر گولڑہ شریف آگئے محبوب الہی حضرت سیدنا غلام محی الدین بابوجی رضی اللہ عنہ نے آپ سے ہی مکمل تعلیم پائی تھی۔ حضرات شیخین

Marfat.com

کریمین مدظلہما نے ابتدائی تعلیم آپ سے پائی تھی۔ ۱۹۳۸ء میں آپ کے وصال کے بعد جامع عباسیہ بہاول پور میں حضرت شیخ الجامعہ کے ہاں آپ کو داخل کرایا گیا اور ۱۹۴۴ء تک یہیں رہ کر پڑھتے رہے اور حضرت سیدنا غلام معین الدین شاہ صاحب مدظلہ نے آپ سے ہی سند فراغ حاصل کی مولوی فاضل اور علامہ کی ڈگریاں بھی حاصل کیں۔ ان کے علاوہ آپ کے مشہور شاگردوں میں سے حضرت مولانا مہر محمد اچھروی رحمہ اللہ تعالی حضرت سید امام شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالی مہر آباد ضلع لودھراں حضرت مولانا افضال الحق رامپوری رحمہ اللہ تعالی مدرسہ عالیہ رامپور اور حضرت مولانا محمد ذاکر محمد شریف جھنگ شامل ہیں۔

تصانیف

آپ نے کئی کتب تحریر فرمائیں جن میں حضرت سیدنا قبلہ عالم گولڑوی رضی اللہ عنہ کی سوانح حیات جس کے مسودہ کو پیش نظر رکھ کر حضرت سیدنا بابوجی رضی اللہ عنہ نے مہر منیر شریف تالیف کروائی اس کے علاوہ مائتہ عامل گھوٹوی شرح فارسی اور مسئلہ علم غیب شامل ہیں۔

نعم البدل

حضرت "الشیخ الجامع" کے ایک فرزند چھوٹی عمر میں وفات پاگئے تو آپ نے حضرت قبلہ عالم گولڑوی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دعا کے لئے عریضہ لکھا تو آپ نے خصوصی دعا فرمائی اور مندرجہ ذیل مکتوب گرامی جواباً روانہ فرمایا

مخلصی فی اللہ مولوی غلام محمد صاحب حفظکم اللہ تعالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ: اس خط سے پہلے بھی مجھ کو اس کا خیال ہے اور دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالی آپ کو اس کا نعم البدل عطا فرمائے اور دوسرے امر میں بھی حسب منشاء کامیابی بخشے۔ آمین

والسلام

دعا گو از گولڑہ

مکتوبات طیبات ص ۳۹۱

چنانچہ اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ حضرت علامہ چشتی صاحب رحمہ اللہ تعالی کی ولادت بتاریخ ۷ ذی قعد ۱۳۴۰ھ پیدا ہوئے حضرت شیخ الجامعہ نے آپ کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ فرمائی۔

تعلیم و تربیت

جب حضرت الشیخ الجامع بہاولپور منتقل ہوتے تو علامہ چشتی نے حافظ غلام محمد رحمہ اللہ تعالی سے قرآن کریم حفظ کیا حضرت مولانا قاری غلام محمد پشاوری رحمہ اللہ تعالی خطیب دربار عالیہ گولڑہ شریف سے قرأت و تجوید سیکھی حضرت قبلہ عالم مجدد گولڑوی رضی اللہ سے کریما فارسی شروع کی۔ صرف و نحو مولانا ملک سلطان محمود ساکن گھوٹہ ضلع ملتان سے پڑھی اور باقی کتب اور دورہ حدیث اپنے والد ماجد سے جامعہ عباسیہ بہاول پور میں پڑھیں۔ حرمین شریفین کی زیارت کے لئے گئے تو حرم نبوی کے مدرس حضرت شیخ عبد الباقی ایوبی رحمہ

Marfat.com

اللہ تعالی سے حدیث پاک کی خصوصی اجازت حاصل کی۔ پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل، منشی فاضل اور انگریزی کی ڈگریاں حاصل کیں۔

تجلیات مہر انور ص ۴۰۶

تدریسی خدمات

فراغت کے بعد جامعہ عباسیہ میں مدرس ہو گئے عرصہ دراز تک شیخ الفقہ کے منصب پر فائز رہے۔ فتاوی بھی تحریر کرتے رہے۔ کراچی میں جامعہ قمر الاسلام کا قیام عمل میں لایا گیا تو انتظامیہ کی خصوصی درخواست پر آپ وہاں کئی ماہ تک پڑھاتے رہے جامعہ اسلامیہ اور پھر اسلامی یونیورسٹی بہاول پور میں شیخ الحدیث اور شیخ الفقہ رہے وہاں سے ریٹائر ہوئے تو جامع نظامیہ لاہور کے مہتمم مفتی عبد القیوم ہزاروی صاحب نے آپ کو دعوت دی کہ شیخ الحدیث کا منصب قبول فرما کر احسان فرماویں چونکہ آپ شوگر کے مریض تھے پاؤں میں ایک پھوڑا تھا جس کی وجہ سے اکثر بیمار رہتے تھے بندہ عید الفطر کے بعد حاضر ہوا تو حضرت علامہ چشتی صاحب رحمہ اللہ تعالی نے وہ خط دکھایا اور فرمانے لگے اگرچہ میری صحت اس قابل نہیں کہ اتنی دور جا کر پڑھا سکوں لیکن مجھے شرم آتی ہے کہ انکار کروں کل قیامت کے دن نبی اکرم ﷺ کو کیا منہ دکھاؤں گا کہ تجھے میری حدیث مبارک پڑھانے کی دعوت دی گئی اور تو نے انکار کر دیا۔ بہر حال آپ نے جامعہ نظامیہ جانے کا فیصلہ کیا وہاں تشریف لے گئے تو علماء آپ کی نکتہ آفرینیوں اور تمام

علوم و فنون پر کامل دسترس سے بہت متاثر ہوئے بیماری زیادہ ہو گئی تو آپ گھر واپس آ گئے۔ اور آخری ایام میں میلاد النبی ﷺ اور علم اصول حدیث میں ضخیم کتابیں چارپائی پر لیٹے لیٹے لکھیں ان ہی دنوں بندہ کئی مرتبہ آپ کی خدمت میں مہر منزل بہاول پور میں حاضر ہوا مہربانی فرماتے ہوئے مجھے زیر ترتیب و تسوید مسودات سے سناتے اور فرماتے کہ دلی تمنا تھی کہ حدیث رسول اکرم ﷺ پڑھاتے ہوئے جان جان آفریں کے سپرد کردوں مگر وہ آرزو تو پوری نہ ہوئی اب چاہتا ہوں کہ میلاد شریف کا مضمون مکمل کرلوں اور اصول حدیث پر یہ کتاب مکمل ہو تو بلاوا آئے۔ حضرت قبلہ عالم گولڑوی کا عرس مبارک آگیا آپ عرس میں حاضر ہوئے باوجود بیماری کی شدت کے مجالس میں شریک ہوتے رہے۔ ۲ ربیع الاول کو آپ کی طبیعت بہت بگڑ گئی بالآخر سات ربیع الاول کو آستانہ عالیہ میں مالک حقیقی سے جا ملے۔ دوسرے دن نماز جنازہ ادا کی گئی اور وہیں مشرقی جانب باغیچہ میں روضۂ انور کے محاذات میں آسودۂ خاک ہوئے۔

مرشد کریم سے والہانہ عشق

اپنے مرشد کریم کے خانوادہ سے آپ کو والہانہ عشق تھا شاعر بھی تھے درد بھری غزلیں لکھتے اور ترنم کے ساتھ خود پڑھتے رہتے۔ میں نے اپنی طالب علمی کے زمانہ میں آستانہ عالیہ پر ان کے وجد و کیف کے جو مناظر دیکھے وہ کبھی نہیں بھول سکتا۔ سرائے نمبر ۲ کے بڑے گیٹ کے سامنے جہاں سے قبلہ عالم رضی اللہ عنہ کے

روضہ انور کا گنبد ظاہر دکھائی دیتا تھا چارپائی ڈالکر رخ دربار شریف کی طرف کرلیتے اور جھوم جھوم کر درد بھری آواز میں ماہیے اور غزلیں پڑھتے۔ لوگ حیران ہوتے کہ اتنا بڑا عالم مجنونانہ انداز میں کس طرح گنگنا رہا ہے۔ اس سچی محبت کا یہ صلہ انہیں ملا کہ آج بعد از وفات بھی رخ روضہ انور کی طرف ہے عالم دنیا میں بھی دیدار کے مزے لوٹتے رہے اور عالم برزخ میں بھی لطف اٹھا رہے ہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

تصانیف

درس و تدریس اور افتاء کی مصروفیات کے باوجود آپ نے تصنیف و تالیف کی طرف بھی توجہ دی اور کئی معرکتہ الاراء کتب لکھی اور مسلک مہریہ کی خوب ترجمانی کی اور دفاع کیا چند کتابوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ القول الغالب فی ایمان ابی طالب ۲۔ القول الاخیر فی مسئلہ السماع بالمزامیر ۳۔ الانکار علی من انکر فی تعجیل الافطار ۴۔ مجموعہ مسائل خمسہ ۵۔ احناف اور مسئلہ مزارعت ۶۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۷۔ اصول حدیث ۸۔ التحقیق الظریف الجید فی عدم نکاح الشریفتہ السیدۃ بغیر الشریف السید۔

اس کے علاوہ آپ نے حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ کے مکتوبات شریفہ کو جمع کر کے ترتیب دی اور سلسلہ چشتیہ نظامیہ منظوم اردو میں لکھا جس کا ایک شعر یوں ہے۔

اے پناہ دو جہاں مہر علی شاہ بادشاہ
فی سبیل اللہ مجھ پر دستگیرا کر نگاہ

Marfat.com

زیر نظر کتاب آپ نے حضرت محبوب الٰہی سیدنا غلام محی الدین بابوجی رضی اللہ عنہ کے ایماء تحریر فرمائی چونکہ حضرت مرشد کریم رضی اللہ عنہ اپنے نام کی تشہیر پسند نہیں فرماتے تھے اس لئے علامہ چشتی صاحب نے وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے حضور بابوجی قدس سرہ کا نام نامی نہیں لیا۔

ایک دفعہ بندہ حاضر ہوا اس مسئلہ پر گفتگو فرماتے ہوئے بیان کیا کہ جب یہ مسئلہ آستانہ عالیہ پر پیش ہوا تو حضور سیدنا بابوجی قدس سرہ نے ان سمیت دیگر متعلقین علماء کو تحقیق کرنے کا حکم دیا حضرت علامہ محب النبی صاحب رحمہ اللہ تعالی مولانا محمود شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالی سمیت کئی علماء نے اپنے اپنے انداز میں اس مسئلہ پر تحقیق کی اور روزانہ آپ کی خدمت میں جب نماز ظہر کے بعد آپ گیراج میں تشریف رکھتے تھے تو اس کا خلاصہ پیش کیاجاتا جب میں نے اپنے دلائل حضور کریم قدس سرہ کی بارگاہ میں پیش کئے تو آپ بہت خوش ہوئے اور تحسین فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ کتاب ہمارے شیخ کریم سیدنا بابوجی رضی اللہ عنہ کی پسندیدہ اور مؤیدہ ہے اور یہ اس کے مستند ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے۔

اس کتاب میں علامہ چشتی صاحب رحمہ اللہ تعالی نے آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام اور فقہ کی نہایت مستند کتب سے مسئلہ کفو پر بحث فرمائی ہے اور ثابت کیا ہے کہ کوئی غیر سید چاہے ہاشمی ہی کیوں نہ ہو سیدہ فاطمیہ کا کفو ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اس مسئلہ پر ہونے والے تمام اشکالات کے شافی و وافی جوابات دیئے ہیں۔ اور

تحقیق کا حق ادا کردیا ہے۔ فجزاہ اللہ تعالٰی عنا و عن سائر المسلمین آمین۔

ہمارے شیخین کریمین سیدی و سندی و مرشدی حضرت سیدنا غلام معین الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی اور سیدی و سندی و مرشدی حضرت شاہ عبدالحق صاحب مدظلہ العالی کے حکم گرامی پر برادر طریقت جناب خواجہ مشتاق احمد صاحب تاجر چرم ملتان اسکی اشاعت و طباعت کرار ہے ہیں۔ اور بندہ سراپا تقصیر نے تعمیل ارشاد کرتے ہوئے اس کی پروف ریڈنگ کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اور اس سلسلہ میں جناب حافظ غلام صدیق عرف پٹھان سکنہ جھوک منو داخلہ رشید ڈاک خانہ پُروا تحصیل و ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی مساعی بھی قابل قدر ہیں۔

اللہ تعالٰی آستانہ عالیہ کے برکات و فیوضات سے ہمیں مالا مال فرمائے اور تمام مسلمانوں کو اس کتاب سے نفع عطا فرمائے اور حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کے درجات بلند فرمادے اور مہر عالمین رضی اللہ عنہ کے انوار سے دنیا منور ہوتی رہے۔ آمین بجاہ نبیہ الکریم الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سگ آستانہ عالیہ مہریہ

سید ظفر علی مہروی غفرلہ

مدرسہ غوثیہ مہریہ لودھراں

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمینO الرحمٰن الرحیمO مالک یوم الدینO ایاک نعبد و ایاک نستعینO اھدنا الصراط المستقیم، صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین O آمین آمین آمین. و صلی اللہ تعالی علی مظھر الاتم لاسم الاعظم سیدنا محمد ن الاکرم و علی سائر اصحابه و آله و اتباعه و بارک وسلم.

اما بعد عرض ہے کہ میرے عزیز قاضی رشید احمد خلف جناب قاضی فضل کریم صاحب سکنہ پوٹھی علاقہ مندرا ضلع راولپنڈی نے مجھ ہیچمدان سے یہ سوال کیا کہ ایک مولوی صاحب[1] نے جو اپنے آپکو صدیقی کہتے ہیں ایک سید زادی فاطمیہ سے لڑکی کے والد کی اجازت و رضامندی سے نکاح کرلیا ہے۔ آیا یہ نکاح شرعاً علماء اہل السنت والجماعت کے نزدیک جائز ہے۔ جبکہ دیگر تمام معتبر سادات اور عام مسلمان اس پر ناراض اور رنجیدہ ہیں؟ تو میں نے جواب ذیل عرض کیا

الجواب و اللہ تعالی ملھم الحق و الصواب منه المبداء والیه المآب۔

صورت مسطورہ بالا کو علی وجہ التحقیق طے کرنے کیلئے مفصلہ ذیل مقدمات کی بابت صحیح نتیجہ حاصل کرنیکی ضرورت ہے۔

---

[1] مولوی محمد ابراہیم خوشتر جامع مسجد گوجرخان کے خطیب تھے جب انہوں نے سیدزادی سے نکاح کیا تو حضرت سیدنا باواجی رضی اللہ عنہ نے آستانہ عالیہ سے تعلق رکھنے والے علماء کو حکم دیا کہ اس مسئلہ میں شرعی حکم کی تحقیق کی جائے چنانچہ یہ رسالہ اسی دوران لکھا گیا۔

Marfat.com

مقدمات یہ ہیں۔

الف: کیا صحت نکاح کیلئے یہ شرط ہے کہ ناکح منکوحہ سے افضل ہو یا مساوی یعنی کفو ہو؟

ب: اگر یہ شرط ہے تو کیا یہ قضیہ لزومیہ کی شرط ہے یا قضیہ الفاقیہ کی یعنی اگر یہ شرط پوری نہ ہو تو نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں؟

ج: کون کونسی بات میں کفو ہونا بمعنی مندرجہ بالا ضروری ہے اگر ضروری ہے

۲۔ کیا غیر فاطمی چاہے ہاشمی ہو یا صدیقی نکاح کے بارے میں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اور ان کی مسلمان اولاد کا کفو ہو سکتا ہے یا نہیں۔

۳۔ کیا حسب (ذاتی کمالات) نسب (خاندانی برتری) کی کمی پورحی کر دیتا ہے یعنی عالم سیدہ کا کفو بن جاتا ہے یا نہیں؟

فاقول و باللہ احول اللھم ارنی الحق حقا و ارزقنی اتباعہ و الباطل باطلا و ارزقنی اجتنابہ آمین

۱۔ (الف) ہاں شرط ہے کہ ناکح مرد منکوحہ عورت سے بہتر و افضل ہو یا کم از کم مساوی ہو۔ اگرچہ ظاہر الروایت کے لحاظ سے یہ شرط نہیں اور متون فقہ میں بھی اسی طرح آیا ہے مگر فتویٰ اسی پر ہے کہ اس مسئلہ میں نوادر کی روایت اصح ہے لہذا مفتی بہ قول میں خاوند کا کفو ہونا شرط ہے امام سرخسی رحمتہ اللہ علیہ کی مبسوط میں ہے کہ

و ھذا لان النکاح یعقد للعمر و یشتمل علی

Marfat.com

اغراض و مقاصد من الصحبة و الالفة و العشرة و تاسيس القرابات و ذلک لايتم الا بين الاكفاء و فى اصل الملک على المرأة نوع ذلة و اليه اشار رسول الله صلى الله عليه و سلم فقال النكاح رق فلينظر احدكم اين يضع كريمتيه. و اذلال النفس حرام قال صلى الله عليه وسلم ليس للمومن ان يذل نفسه و انما جوز ما جوز منه لاجل الضرورة و فى استفراش من لايكافئها زيادة الذل و لاضرورة في هذه الزيادة فلهذا اعتبرت الكفائه (انتهى)

(ثم قال) و اذا زوجت نفسها من غير كفو فقد الحقت الضرر بالاولياء فيثبت لهم حق الاعتراض لدفع الضرر عن انفسهم كما ان الشفيع يثبت له حق الاخذ بالشفعة لدفع الضرر عن نفسه و لان طلب الكفاء ة حق الاولياء فلا تقدر على اسقاط حقهم و هذا لايمنع وجود اصل عقدها فى حق نفسها كاحد الشريكين اذا كاتب كان للاخر ان يفسخ دفعاً للضرر عن نفسه و على رواية الحسن قال اذا زوجت نفسها من غير كفؤ لم يجز النكاح اصلاً و هو اقرب الى الاحتياط فليس كل و لى يحسن فى

Marfat.com

المرافعة الی القاضی و لا کل قاض یعدل فکان الاحوط سد باب التزویج من غیر کفؤ علیها (انتہی)

ترجمہ: کفو کو شرط قرار دینا اس بنا پر ہے کہ نکاح ساری عمر کے لئے باندھا جاتا ہے۔ اور اغراض و مقاصد پر مشتمل ہوتا ہے جو اچھی اور خوشگوار صحبت ہے اور محبت ہے اور اچھا برتاؤ ہے اور رشتہ داریوں کی بنیاد ڈالتا ہے اور یہ باتیں ہم مرتبہ ساتھیوں میں ہی ہو سکتی ہیں۔

بیوی کا مالک ہونے میں دراصل ایک قسم کی اسکی ذلت ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان میں ہے کہ نکاح غلامی ہے تم میں سے ہر کوئی دیکھ لے کہ اپنی عزت کو کہاں سپرد کر رہا ہے اور اپنے آپ کو خواہ مخواہ ذلیل کرنا حرام ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایمان والے کیلئے اپنے آپکو ذلیل کرنا جائز نہیں ہے اور نکاح جو کچھ حلال کیا ہے ضرورت کے باعث حلال کیا گیا ہے اور کم مرتبہ خاوند کا فراش بننے میں ضرورت سے زیادہ ذلت ہے جس کو جائز قرار دینے کا کوئی باعث نہیں اس لئے خاوند کا کم از کم برابر ہونا معتبر رکھا گیا ہے۔ (ایک حوالہ ختم ہوا)

(دوسری جگہ فرمایا ہے کہ)

جب کوئی اپنے آپکو غیر کفو میں بیاہ دیتی ہے تو وہ اپنے اولیاء (رشتہ داران قریبی) کو نقصان پہنچاتی ہے اس لئے ان کے لئے اعتراض کا حق رکھا گیا ہے تاکہ اپنے آپ سے نقصان دفع

Marfat.com

کر سکیں جیسا کہ شفعہ دار کو شفعہ کے ذریعہ لینے کا حق دیا گیا ہے تاکہ اپنے آپ سے نقصان دفع کر سکے۔ برابری کا مطالبہ رشتہ داروں کا بھی حق ہے اور عورت اس کا حق ساقط نہیں کر سکتی۔ لیکن اس سے خود عقد عورت کے حق میں ممنوع نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ دو حصہ داروں میں سے ایک مشترکہ غلام کو مکاتب بنانا چاہے تو دوسرا اپنے آپ سے نقصان دور کرنے کیلئے اسے فسخ کر سکتا ہے۔ (امام) حسن کی روایت میں ہے کہ عورت جب خود غیر کفو میں نکاح کرے تو نکاح نہ ہوگا اور یہی احتیاط کے زیادہ قریب ہے۔ کیونکہ ہر ولی جج کے سامنے اچھی طرح مقدمہ نہیں لڑسکتا نہ ہر جج عادل ہی ہوتا ہے زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ غیر کفو میں عورت کے لئے دروازہ ہی بند کر دیا جائے (حوالہ ختم ہوا)

امام قاضی خان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

ظاہر الروایۃ عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی انہ یجوز النکاح بکرا کانت او ثیباً زوجت نفسہا کفواً اور غیر کفوٗ الا انہ اذا لم یکن کفواً کان للاولیاء حق الاعتراض و روی الحسن عن ابی حنیفۃ انہ یجوز النکاح ان کان کفوا و ان لم یکن کفوا لایجوز النکاح اصلاً و اختلفت الروایات عن ابی یوسف رحمہ اللہ تعالی و المختار فی زماننا روایۃ الحسن (انتہی)

Marfat.com

ترجمہ: قاضی خاں فرماتے ہیں کہ امام اعظم (ابوحنیفہ) رحمہ اللہ تعالٰی سے ظاہر الروایت یہ ہے کہ عورت کنواری ہو یا دوسرا نکاح کرنے والی اپنا نکاح کردے کفو میں یا غیر کفو میں تو نکاح ہوجائے گا البتہ غیر کفو میں ولیوں کو اعتراض کرنے کا حق ہوگا۔ امام حسن نے امام اعظم رحمہما اللہ تعالٰی سے روایت کیا ہے کہ عورت نے کفو میں نکاح کیا ہوگا تو ہوجائے گا، غیر کفو میں کیا تو بالکل نہیں ہوگا۔

امام ابویوسف سے روایتیں مختلف آئی ہیں اور ہمارے زمانہ میں پسندیدہ حسن کی روایت ہے کہ نکاح بالکل نہیں ہوتا (حوالہ ختم ہوا)

امام مرغینانی فرماتے ہیں۔

ثم في ظاهر الروايۃ لافرق بين الكفوٴ و غير الكفوٴ و لكن للولى الاعتراض فى غير الكفوٴ و عن ابى حنيفۃ و ابى يوسف رحمهما الله انه لايجوز فى غير الكفوٴ (انتهى ہدايه)

ترجمہ: ہدایہ والے فرماتے ہیں کہ ظاہر روایت کی رو سے کفو اور غیر کفو میں کچھ فرق نہیں صرف غیر کفو میں ولی کو حق اعتراض ہے امام اعظم اور آپکے بڑے شاگرد امام ابویوسف سے روایت ہے کہ غیر کفوٴمیں نکاح ہوتا ہی نہیں (حوالہ ختم ہوا)

اور چونکہ امام سرخسی قاضی خان اور جندی اور علامہ مرغینانی کو مذہب میں یہ مقام حاصل ہے کہ یہ ترجیح راجح اور تردید مرجوح کرسکتے ہیں

Marfat.com

لہذا فقہ حنفی کا حکم یہ ہوگا کہ نکاح اسوقت صحیح ہوسکتا ہے (اگر حق داران اپنا یہ حق ترک ہی کردیں) کہ خاوند منکوحہ سے افضل ہو یا مساوی ہو۔ ورنہ تو نہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ کفو شرط ہے۔

(ب) یہ شرط بمعنیٰ لولاہ لامتنع ہے نہ صرف مصحح لدخول الفاء جیساکہ حوالہ جات مندرجہ بالا کی تصریحات سے ثابت ہوتا ہے۔ مزید تائیدات حسب ذیل ہیں۔

امام قاضی خان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

۱۔ وان لم یکن کفواً لایجوز النکاح اصلاً

۲۔ درمختار میں ہے ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً

۳۔ علامہ طحطاوی فرماتے ہیں

ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازه اصلاً وهو المختار للفتوی لفساد الزمان.

۴۔ ملامسکین کا قول ہے

وروی الحسن عن ابی حنیفة ان النکاح لا ینعقد و به اخذ کثیر من المشائخ قال شمس الائمه السرخسی هذا اقرب الی الاحتیاط و قال القاضی فخر الدین الفتوی علی قول الحسن فی زماننا.

۵۔ فتاویٰ حمویہ میں ہے

و فی جامع الرموز و روی الحسن عن ابی حنیفته بطلانه بلا کفو و به اخذ کثیر مشائخنا

Marfat.com

كما فی المحيط و عليه الفتویٰ و فی ابی المكارم هو المختار للفتوی فی زماننا.

٦ و فی الكفاية و به اخذ كثير المشائخ بعدم الكفاية يعنی علی قول من يقول ببطلانه و هو الصحيح فلاتحتاج الی الحكم بالفرقة وغيره وغيره.

یعنی غیر کفو میں نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا کہ اولیاء کو اعتراض کرنے کی ضرورت پیش آوے۔ اس سے ثابت ہوا کہ کفو ہونا ایسی شرط ہے کہ اس کے بغیر نکاح پایا ہی نہیں جاتا اور ایسی شرط بمعنیٰ لولاہ لامتنع ہوتی ہے۔

(ج) اس سوال کا آخری جزو یہ ہے کہ کفائت کون کون سے امر میں مندرجہ بالامعنی کے لحاظ سے ضروری ہے؟

اس امر کے متعلق گزارش ہے کہ ویسے تو ان چار امور میں اعتبار کی جاتی ہے۔

۱۔ نسب ۲۔ حسب یعنی کمالات ذاتی میں۔

۳۔ دولت وجاہ سلطنت ومال میں۔

۴۔ پیشہ میں

مگر ان میں سے دو پچھلی باتوں کی اصل حقیقت میں اس قدر اختلاف ہے نیز یہ ایسی باتیں ہیں کہ استمرار ودوام نہیں رکھتیں (بالخصوص جبکہ پیشہ کے لحاظ سے بعض اولوالعزم رسل کو دیکھتے ہیں تو ان کو دار ومدار شرافت قرار دینا مشکل معلوم ہوتا ہے مثلاً حضرت سیدنا

نوح علی نبینا و علیہ الصلوۃ و السلام پیشہ نجاری (بڑھئی) رکھتے تھے۔ حضرت سیدنا داؤد علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام آہن گری کا کام کرتے تھے۔ حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ و الصلوٰۃ والسلام کے متعلق قرآن شریف میں آتا ہے وعلمناہ صنعۃ لبوس لکما (الایہ)

ہم نے ان کو (حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ و السلام) تمہارا لباس بنانے کا فن سکھایا۔ خود حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام اپنی نعلین مبارکین درست فرمالیا کرتے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کی ولادت کے بعد آپ کے خاندان کی حالت سب کو معلوم ہے وغیرہ وغیرہ)

اس لئے اس بارہ میں ان میں سے کوئی چیز شرط قرار دینی تعلیق بالمجہول کے مشابہ ہوگی۔ خاص طور پر حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ باتیں عارضی ہیں اور وقتی لہذا ان عوارض مفارقہ کولازم قرار دینا قرین قیاس معلوم نہیں ہوتا۔

اسی طرح حسب کو بھی اگر عموم پر حمل کیاجائے تو بعض مواد مثلاً علم و جاہ میں یہ بھی صفات مفارقہ میں سے ہونے کے باعث موجب التزام قرار نہیں پائے گا۔ اور حریت و دین میں یہ صفات قارہ میں سے ہوگا۔ لہذا بعض فقہاء نے صرف ایسے امور میں اس کو اعتبار کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے تصریح کی ہے کہ نومسلم ایسی عورت کا کفو نہیں جس کا باپ دادا مسلمان ہوچکے ہوں اور دین دار باپ کی لڑکی کیلئے ایسا مرد کفو نہ ہوگا جو فاسق ہو۔ فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہے۔

Marfat.com

فلو تروجت امرأة من بنات الصالحين فاسقاً كان للاولياء فسخه و ان كان من مباشری السلطان.

و من اسلم بنفسه لایکون کفواً لمن له اب واحد فی الاسلام.

ترجمہ: کوئی عورت نیک کاروں کی اولاد کسی فاسق سے خود نکاح کرلے تو اس کے ولیوں کو اس نکاح کے توڑ دینے کا حق ہے چاہے وہ فاسق سلطنت کے کارپردازوں میں سے ہی کیوں نہ ہو۔ اور جو خود مسلمان ہوا ہو وہ اس کا کفو نہیں ہوسکتا جس کا باپ اسلام لایا ہو یعنی (اسلام میں دوسری پشت رکھنے والا خود مسلمان ہونے والے سے افضل ہے) (ہدایہ) ج ۱

لیکن چونکہ یہ معاملات بھی مختلف فیہ ہیں اسلیئے اس سلسلہ میں اگر ولی مجاز اور طرفین اپنے حقوق ترک کردیں تو کوئی مضائقہ نہ ہوگا جیسا کہ فتح القدیر کے لفظ کان للاولیاء سے مترشح ہوتا ہے کہ یہ شرط بمعنی لولاہ لامتنع نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان امور کا مآل متعلقین کی ذوات سے ہی وابستہ ہے اور اسی لیئے ان کو امور آخرت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ نیز اہل عرب کو اس پابندی سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔

اب صرف نسب ہی ایسی بات رہ جاتی ہے کہ جس کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ یہ شرط ہے جس میں علماء کے مندرجہ بالا فرامین کے تحت خاوند کو بیوی کا کفو ہونا نکاح کیلئے بطور لولاہ

لاتنع شرط لازم ہے۔ بالخصوص اقوام عرب کیلئے جن کے نسب محفوظ اور غیر مخلوط ہیں کیونکہ باقی عجمیوں کے نسب خلط ملط ہو چکے ہیں۔

زمانۂ حاضرہ میں چونکہ یہ خصوصیت خاندان اہل نبوی کو ہی حاصل ہے اور ہمارے دیار میں غالباً کوئی دوسری قوم ایسی نہیں کہ اس کے پاس اس کا شجرہ نسب محفوظ ہو اس لئے سادات کرام بنی فاطمہ علیہم وعلی آبائہم السلام کیلئے ہی یہ شرط معنیٰ متذکرہ بالا کی رو سے قطعی ضروری ہوگی اور ان لوگوں کے بارے میں یہ شرط کسی وقت بھی ساقط الاعتبار قرار نہ دی جاسکے گی۔ چنانچہ اس ملک میں ہمیشہ ہمیشہ اس کی پابندی کی جاتی رہی ہے اور آج کل بھی ہر خاص وعام اس کے خلاف کرنے کو ایک امر عظیم سمجھتا ہے۔

یہاں ایک شبہ وارد ہوتا ہے کہ علامہ شامی کے ایک قول سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قضیہ ضروریہ مطلقہ نہیں ہے بلکہ مشروطہ عامہ ہے یعنی یہ ضروری نہیں کہ جہاں ایسا نکاح مطلوب ہو وہاں کفو ہونا ضروری ہو بلکہ ضروری یہ ہے کہ نکاح کے ساتھ ایسے نکاح پر اعتراض کرنے والے بھی موجود ہوں تب یہ ضروری ہوگا علامہ فرماتے ہیں

(قوله بعدم جوازه اصلاً) هذه رواية الحسن عن ابی حنيفة و هذا اذا كان لها ولى و لم يرض به قبلا لعقد فلا يفيد الرضا بعده (بحر) و اما اذا لم يكن لها ولى فهو صحيح نافذ مطلقاً

Marfat.com

اتفاقاً کما یاتی لان وجه عدم الصحة علی ھذا الروایة رفع الضرر عن الاولیاء فقد رضیت باسقاط حقھا (فتح) انتھیٰ۔

ترجمہ: درمختار والے کا فرمان بعدم جوازہ اصلا وہ روایت ہے جو امام حسن نے امام اعظم سے کی ہے اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے کہ عورت کا ولی تو ہو مگر قبل از نکاح راضی نہ ہو اور نکاح کے بعد کی رضا کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ البتہ جب عورت کا ولی نہ ہو تو نکاح درست وجائز ہے اتفاقاً جیسا آگے بیان ہوگا کیونکہ نکاح نہ ہونے کی وجہ سے اس روایت کے مطابق ولیوں کے نقصان دور کرنا ہے عورت تو اپنا حق ساقط کرنے پر راضی ہوچکی ہے۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ گذشتہ صفحات پر پیش کردہ گذارش کے مطابق اگر یہ ضروریات ذاتیہ میں سے ہوتا کہ جہاں بھی غیر کفو میں عورت کا نکاح ہو باطل ٹھہرے بلالحاظ کسی دوسری شے کے تو اس سے وجود نکاح کے بعد تخلف بطلان قطعاً جائز نہ ہوتا حالانکہ صاحب فتح القدیر نے ایک صورت تخلف کی نکال دی ہے۔ لہذا معترض کا دعویٰ درست ہوا کہ مرد عورت کیلئے کم از کم کفو ہونا ایسی شرط شرعی نہیں کہ شرعاً لولاہ لامتنع کا معاملہ بن جائے بلکہ اس تصریح سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ مشروط بہا ذات نکاح ہی نہیں بلکہ وجود معترض ہے چاہے وہ اعتراض کرے یا نہ کرے اور ان حالات میں یہ کس طرح کہا جاسکتا ہے کہ ہر حال غیر کفو میں عورت کا نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا جواب اس کا یہ ہے کہ اول تو اس فتویٰ

Marfat.com

کا ماخذ امام سرخسی ہے اور وہ فرماتے ہیں "فکان الاحوط سد باب التزویج من غیر کفو علیھا" اور سد اسی طرح ہو سکتی ہے کہ اس کے جواز کی کوئی صورت نہ ہو۔ نیز اینکہ عبارت محولہ معترض کے بعد علامہ خود فرماتے ہیں کہ اولیاء اعتراض کرنے والے نہ بھی ہوں تب بھی یہ عقد ممنوع ہوگا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر خود نکاح اور عقد کی شرط ہے۔

علامہ لکھتے ہیں۔

فقد یترک انفة للتردد علی ابواب الحکام و استثقالا لنفس الخصومات فیتقرر الضرر فکان منعه دفعاً له فتح انتہی (بترک ای الاعتراض لا الدعوی)

ترجمہ: کبھی اعتراض حکام کے دروازوں پر آمدورفت رکھنے کی بے غیرتی برداشت کرنے اور خود مقدمات کو بوجھل جان کر ہی نہیں کئے جاتے اس طرح نقصان پہنچ جاتا ہے لہٰذا اس کا روکنا اسی کا دفیعہ ہے۔

ورنہ اس صورت میں جبکہ اعتراض کوئی نہیں کیا گیا جواز عقد کو منع کرنا کس طرح درست ہوسکتا ہے۔ کم از کم ایسی صورت اگر ہوتی تو اتنا ضرور ضروری قرار دیا جاتا کہ اولیاء معترض ہوں، دعوید ار ہوں یا نہ ہوں مگر یہاں تو اعتراض کی کوئی قید نہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ نفس عقد سے متعلق شرط ہے نہ کسی امر دیگر سے یا کم از کم یہ کہ ان اولیاء کا نکاح سے پہلے راضی ہونا معلوم ہو جہاں یہ علم

Marfat.com

حاصل نہ ہو گا وہاں یہ جزئیہ صادق نہ ہو گا۔ نیز لم یکن لہ ولی کی قید تو اسی وقت پوری ہو سکتی ہے جب بقول مشہور تمام بنی آدم ختم ہو جاویں ورنہ تو عصبات وان علوا کے زمرہ میں داخل ضرور موجود ہوں گے۔ اور جبکہ کوئی سلطنت موجود نہ ہو کیونکہ اسی صورت میں ہی اس قید کا السلطان ولی من لاولی لہ سے تعارض رفع ہو سکتا ہے ورنہ کسی کے متعلق کیسے کہہ سکتے ہیں کہ لاولی لہ؟ اور بالخصوص حوالہ میں لفظ لم یکن کا ہے جو ماضی کا صیغہ ہے جس کا تحقق عقلاً ممنوع ہے کیونکہ ہر مولود کا کوئی نہ کوئی والد ہونا ضروری ہے سوا ان کے جنکو خدا تعالیٰ نے مستثنیٰ قرار دیا ہے لہذا لم یکن لہ ولی کا صدق ممکن نہ ہو گا۔ فتدبر

لہذا یہ صورت ایک مفروضہ ہے اور امور واقعیہ کے معارضہ کے قابل نہیں۔ اسی واسطے علامہ نے ان احوال کے مفتیٰ بہ ہونے کی تصریح بھی نہیں کی اور صاحب متن کا اصلاً کہنا اسکی تردید کیلئے کافی ہے جو مفتیٰ بہ قول ہے جیسا کہ شق "ب" کی تشریح میں پیش کردہ اقوال میں صراحتہً ذکر کر دیا گیا ہے اور فقہ کا ضابطہ ہے کہ متون و شروح میں تضاد واقع ہو تو متون کا قول لیا جائیگا لہذا اصلا متن اس شرحی تضاد کے بغیر صحیح ہو گا۔

چہارم اینکہ یہ شراح کرام کا قول ہے جو زور طبع آزمائی میں بال کی کھال اتار دکھاتے ہیں اور ضروری نہیں کہ معنیٰ مراد سے متعلق ہو بلکہ مندرجہ بالا تفصیل کی رو سے زیادہ احتمال یہ رکھتا ہے کہ محتمل لفظ کے طور پر ذکر کیا گیا ہے اور جہاں احتمال ہو اس سے

Marfat.com

استدلال نہیں ہوسکتا اور اس کے متعلق کچھ گفتگوئے مزید بحث کے آخر میں بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

یہاں ایک سوال ہوتا ہے کہ علامہ شامی کے جس قول و حوالہ سے ہم نے اس جواب میں تمسک کیا ہے اس میں نفی مقید ہے جو صرف قید کی طرح راجع ہوگی نہ مقید منفی کی طرف۔

جواب اس کا یہ ہے کہ مسئلہ بنی نوع میں کسی کا وجود بغیر اصول باپ دادا کے عام حالات میں ناممکن ہے اس سے ثابت ہوا کہ ہر منکوحہ اپنے آباؤ اجداد رکھتی ہوگی۔ اب اگر وہ زندہ ہوں چاہے اعتراض نہ بھی کریں علامہ کی عبارت ان پر منطبق ہوتی ہے لیکن اگر وہ مرگئے ہوں تو بھی ان پر منطبق ہوگی اس لئے ان کی رضا قبل از عقد قطعاً معلوم نہیں اور ان کو بھی عار سے بچانا ضروری ہے کیونکہ اموات کو ایصال خیر مامور بہا ہے لہذا وہ اس حکم کے بطریق اولیٰ مستحق ہوں گے اور عبارت ہذا کا صیغہ ماضی لم یکن تب صادق آسکتا ہے جب یہ اولیاء نہ ہوتے والا فلا فتدبر۔

نیز اینکہ اس کا مفاد یہ ہے کہ اگر اولیاء میں نارضامندی پائی جائے تو نکاح باطل ہوگا اور اگر اولیاء خوش ہوں تو درست ہوگا حالانکہ بقول صاحب النہایہ مفتی بہ یہ ہے کہ یہ تفریق درست نہیں بنایہ میں ہے کہ

یعنی ان رضاء بعض الاولیاء المتساویین بنکاح غیر الکفو قبل العقد و بعدہ کرضاء الکل لان حق الاعتراض ثبت لکل واحد من

الاولیاء کما ھو ظاہر الروایۃ و اما علی المفتی به فالنکاح باطل عن اصله لفساد الزمان (انتہی)

ترجمہ: اولیاء میں سے کچھ راضی ہوں جبکہ وہ ناراض ولیوں کے ہم پلہ ولایت رکھتے ہوں چاہے نکاح سے پہلے یا بعد تو غیر کفو میں یہ نکاح ایسا سمجھا جائیگا کہ سب راضی ہیں کیونکہ اعتراض کا حق سب کو حاصل تھا اور یہ مسئلہ ظاہر الروایت کا ہے لیکن مفتی بہ قول پر نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں کیونکہ زمانہ بگڑ چکا ہے۔

اور تمام متون و شروح میں متفقہ طور پر تصریح موجود ہے کہ صغیرہ کا نکاح غیر کفو میں باپ دادا بھی کردیں تو صاحبین کے نزدیک جائز و نافذ نہیں جیسا کہ تفصیلاً آگے آتا ہے انشاء اللہ تعالی لہذا علامہ شامی کی حوالہ دارہ فتح القدیر والی عبارت اگر فی الحقیقت اس سے کوئی فقہی حکم مراد قرار دیا جائے تو کسی طرح واقعہ کے مطابق نہیں کہی جاسکتی چنانچہ خود امام ابن ہمام فرماتے ہیں۔

ولا تثبت ھذہ الفرقۃ الا بالقضأ لانه مجتھد فیه و کل من الخصمین یتثبت بدلیل فلا یتقطع النزاع الا بفصل القاضی و النکاح قبله صحیح یتوارثان به اذا مات احدھما قبل القضأ ھذا علی ظاہر الروایۃ و اما علی الروایته المختارۃ للفتوی لا یصح العقد اصلاً اذا کانت زوجت نفسھا من غیر کفوٗ (انتہی فتح القدیر)

Marfat.com

ترجمہ: اور ایسے نکاح عورت مرد کے درمیان علیحدگی صرف حکم حاکم سے ہی ہوسکتی ہے کیونکہ مسئلہ اجتہادی ہے اور ہر دو فریق دلیل رکھتے ہیں لہذا جج کے فیصلہ کے بغیر جھگڑا ختم نہیں ہوسکتا اور فیصلہ ہونے تک نکاح درست ہے یعنی عورت و مرد میں سے فیصلہ سے پہلے کوئی فوت ہوجائے تو ایک دوسرے کے وارث ہونگے۔ ظاہر الروایت میں ایسا ہے لیکن جو روایت کہ فتوی کیلئے منتخب شدہ ہے اس کی رو سے نکاح بالکل نہیں ہوتا جبکہ عورت خود غیر کفو میں اپنا نکاح کیا ہو۔ (ولی ہو یا نہ ہو برابر ہے)

یعنی فتوئ شرعی میں اولیاء کے وجود اور نکاح سے پہلے یا بعد میں نکاح کو ناپسند کرنے کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ صرف کفو نہ ہونے کا اعتبار ہے۔ اس عبارت میں امام کے لفظ "اصلاً" پر نظر رکھیں اور پھر علامہ شامی کے حوالہ کو ملاحظہ فرمائیں تو صاف معلوم ہوگا کہ امام کے نزدیک فتوی تو یہ ہے (پہلا قول) وہ شاید صرف تفنن طبع ہے ورنہ یہ دونوں متضاد فتوئ ہوں گے اور چونکہ یہاں مراد تفقہات علماء کا تتبع نہیں بلکہ حکم شرعی ہے اس لئے ہم نے اسی عبارت کو لیا ہے جسمیں المختار للفتویٰ کا لفظ مذکور ہے اندریں حالت علامہ کی محولہ عبارت کا مانحن فیہ سے تعلق نہ ہوگا۔ یہاں ایک وضاحت کردینی ضروری ہے کہ فتح کے جس حکم کا راقم نے حوالہ دیا ہے اسمیں تو اذا ذوجت آہ کی شرط ہے لہذا اس کا اطلاق اولیاء کے نہ ہونے پر بھی ٹھیک ہوگا۔ لیکن بحر الرائق کے قول کے مطابق ٹھیک نہیں بنتا کیونکہ اس کے قول کے مطابق اگر اولیاء نکاح سے

Marfat.com

پہلے راضی ہوجائیں تو یہ شرط عائد نہ ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ یہ شرط بمعنی لولاہ لامتنع نہیں حالانکہ یہ بات اس طرح نہیں کیونکہ اس عبارت میں حکم مطلوب اس شرطیہ سے مقدم ہے لہذا اس کا وجود اس شرطیہ کے وجود کا معلول نہ ہوگا۔ لان المعلول لا تقدم علی العلة

ثانیاً اینکہ اگر یہ ملازمہ حقیقی تصور کر بھی لیا جائے تو چونکہ حالت بلوغ سے تعلق رکھتا ہے اسلئے یہ اسوجہ سے ہوگا کہ اسوقت تزویج کی اسناد حقیقی طور پر اولیاء کی طرف نہیں ہوسکتی۔

فتاویٰ حمادیہ میں ہے

و انما یحتاج الی الولی فی الصغیر و الصغیرة و المجنون و المجنونة و اما اذا زال الصغر فقد زالت الولایة (۱۲)

ملا مسکین فرماتے ہیں

و لا تجبر البکر البالغة علی النکاح لانقطاع الولایة عنها بالبلوغ و لانها حرة مکلفة مخاطبة فلایکون لغیرها و لایة (انتہی)

ترجمہ: ولی کی ضرورت صرف چھوٹے بچے بچی اور مجنوں مرد و عورت کیلئے ہے جب چھوٹا ہونا نہ رہے تو ولایت جبری بھی ختم۔

بالغہ عورت کو نکاح پر مجبور نہیں کیاجاسکتا کیونکہ بالغ ہوجانے کے سبب ولایت جبری ختم ہوگئی نیز اس لئے کہ وہ عورت آزاد ہے براہ راست احکام کی مخاطب ہے لہذا کسی دوسرے کو اسپر جبر کرنا جائز نہ ہوگا۔

پس واضح ہو گیا کہ یہ شرط اتفاقیہ نہیں لزومیہ ہے اندریں حالت صاحب بحر کا شرطیہ وجوداً اور عدماً اصل حکم میں بالکل اثر انداز نہ ہوگا اور جب بھی کسی بالغہ کی شادی غیر کفو میں کی جاوے گی وہ شرعاً بالکل صحیح اور جائز نہ ہوگی چاہے اس کے اولیاء موجود ہوں اور راضی ہو چکے ہوں یا بالکل ہی موجود نہ ہوں۔

اس تفصیل سے پہلے سوال کی ہر سہ شقوں کے متعلق میرے معلومات کی حد تک معاملہ طے ہو گیا ہے کہ

(الف) نکاح میں ناکح کا اپنی منکوحہ سے افضل ہونا یا مساوی ہونا شرط ہے۔

(ب) اور یہ شرط ایسی شرط ہے کہ اگر پوری نہ ہوگی تو نکاح منعقد ہی نہیں ہوگا۔

(ج) تکافو نسب میں شرط ہے بشرطیکہ نسب کا انتساب یقینی اور بلا خلط ہو جیسے سادات فاطمیہ کی زمانہ حاضرہ میں ہے۔

(۲) اب سوال یہ ہے کہ آیا کوئی غیر فاطمی کسی سیدہ کا جو حضرات حسنین کریمین علیہما و علی ابویہما السلام کی اولاد ہو کفو ہو سکتا ہے یا نہیں؟

حواب اس کا یہ ہے کہ

اگرچہ زمانہ حاضرہ کے اکثر مفتی صاحبان اس طرف گئے ہیں کہ ہاشمی ہاشمیہ کی کفو ہے بلالحاظ بطن کے یعنی صدیقی، عباسی علوی ہو یا جعفری۔ ان کا اعتماد مندرجہ ذیل روایات پر ہے فتح القدیر میں ہے

Marfat.com

ففی الحدیث دلیل علی انه لا یعتبر التفاضل فی انساب قریش ١٢

بحر الرائق میں ہے

و بهذا استدل المشائخ علی انه لایعتبر التفاضل فیما بین قریش و هو المراد بقوله فقریش اکفاء حتی لوتزوجت هاشمیة قرشیاً غیرها لم یرد عقدها وغیره وغیره

اور یہ روایات ثابت کرتی ہیں کہ ان مفتی صاحبان کا مسلک صحیح ہے لیکن اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس باب میں آئمہ احناف نے سوائے امام محمد رضی اللہ عنہ کے اور کسی کی کوئی تصریح مشہور روایت میں نہیں اور امام محمد سے جو کچھ مروی ہے وہ اس کے خلاف ہے مبسوط امام سرخسی میں ہے

و روی عن محمد انه قال الا ان یکون نسباً مشهوراً نحو اہل بیت الخلافة فان غیرهم لا یکافؤ هم (انتهی)

اور امام محمد سے روایت ہے کہ (تفاضل قریش کے خاندانوں پر معتبر نہیں) لیکن اگر مشہور نسب ہو جیسے خاندان شاہی تو پھر دوسرے ان کا کفو نہیں ہوں گے اور حدیث صحیح میں آیا ہے مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ

عن واثلة بن الاسقع قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ان الله اصطفیٰ کنانة

Marfat.com

من ولد اسمعیل و اصطفی قریشا من کنانۃ و اصطفی من قریش بنی ہاشم و اصطفانی من بنی ہاشم رواہ مسلم۵ و عن العباس انہ جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکانہ سمع شیئاً فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر فقال من انا فقالوا انت رسول اللہ قال انا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیرھم ثم جعلھم فرقتین فجعلنی فی خیرھم فرقۃ ثم جعلھا قبائل فجعلنی فی خیرھم قبیلۃ ثم جعلھم بیوتاً فجعلنی خیرھم بیتا فانا خیرھم نفسا و خیرھم بیتا رواہ الترمذی.

بحر الرائق میں ہے

قال فی المبسوط افضل الناس نسبا بنو ھاشم ثم قریش ثم العرب لما روی عن محمد بن علی علیہ السلام ان اللہ اختار من الناس العرب و من العرب قریشاً و اختار منھم بنی ہاشم و اختارنی من بنی ھاشم (انتھی)

ترجمہ: حضرت واثلہ بن الاسقع نے کہا ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد اسمٰعیل علیہ السلام میں سے کنانہ کو چنا اور کنانہ میں قریش کو اور قریش میں سے

Marfat.com

بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھے چنا ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کچھ سنکر حضور صلی اللہ علیوہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فوراً اٹھکر منبر پر تشریف لے گئے اور پوچھا میں کون ہوں؟ صحابہؓ نے جواب دیا کہ اللہ کے رسول حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔ اللہ تعالی نے مخلوق پیدا کی تو مجھے انمیں سے افضل میں رکھا پھر ان کے دو ٹولے بنائے تو مجھے افضل ٹولہ میں رکھا پھر ان کو قبیلے بنایا تو مجھے افضل قبیلہ میں رکھا پھر ان کو گھرانے بنایا تو مجھے افضل گھرانہ میں رکھا لہذا میں مخلوق میں ذات اور گھرانہ کے لحاظ سے افضل ہوں۔

نسب کے لحاظ سے سارے لوگوں میں افضل بنو ہاشم ہیں ان کے بعد قریش پھر سارے عرب جیسا امام محمد بن علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ اللہ تعالی نے لوگوں میں سے عرب کو پسند فرمایا عرب میں سے قریش اور ان میں سے اولاد ہاشم کو اور اولاد ہاشم میں سے مجھے پسند فرمایا۔ (حوالہ ختم ہوا)

ان روایات میں سے پہلی دو روایات اس بات کی نص ہیں کہ جس طرح قریش باقی بنی کنانہ سے افضل ہیں اور باقی بنو کنانہ قریش کے کفو نہیں اسی طرح بنوہاشم باقی قریش اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد امجاد دیگر بنوہاشم سے افضل ہیں نہ باقی قریشی بنوہاشم کے کفو ہیں نہ دیگر ہاشمی حسنین کریمین اور ان کی اولاد کے کفو ہیں چنانچہ امام سرخسی نے حضرت امام محمد بن علی رضی اللہ

Marfat.com

عنہما کی روایت سے بنوہاشم کی باقی قریشیوں پر افضلیت کو ثابت فرما کر استشہاد فرمایا ہے جبکہ تیسری روایت میں ہے اور یہ طرز استدلال بنوہاشم کو باقی قریشیوں پر فوقیت دینے میں ایک برہان مبین ہے جیسا کہ علامہ خیر الدین رملی نے صاحب النہر سے نقل فرمایا ہے اور امام کرکی کے فتاوی مسمی بہ "الفیض" سے یہ جزئیہ بھی نقل فرمایا ہے وَالقرشی لایکون کفوًا للہاشمی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث ہذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کو بھی باقی بنوہاشم سے افضل ثابت کرنے میں دلیل واضح ہے۔ یہاں یہ کہنا کہ علامہ رملی نے اس عبارت میں لفظ لاکونا قلین کی سہو قلم پر محمول فرمایا ہے لہذا یہ قول مردود ہے درست نہیں کیونکہ سواء علامہ کے اور کسی نے ایسا نہیں کیا۔ علامہ نے بھی کنز کے دیگر شارحین کے قول کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے ایسا فرمایا ہے حالانکہ وہ دیگر شارحین کوئی مقتداء مذہب نہیں کہ ان کے قول کے تقلید لازم ہو بلکہ ان کے قول صاحب مذہب کے قول کے خلاف ہیں اور یہ قول اس کے موافق ہے اور احادیث صحیحہ بھی اس کی مؤید ہیں. اور شارحین مذہب بھی نیز علامہ کا قول صرف قیاس ہے اور وہ بھی قیاس مع الفارق کیونکہ امام کرکی نے یہ قول کنز کے معنی کے طور پر نہیں فرمایا بلکہ اس سے فقہ حنفیہ کا مسلک اور فتوی ذکر کرنا مقصود ہے جبکہ دیگر شارحین نے صرف بیان معنی مراد ماتن پر اکتفا کیا ہے لہذا معترضین کا نقص اس حکم پر وارد نہیں ہوگا۔ یہاں ایک اعتراض ہوتا ہے کہ امام سرخسی نے تفاضل مذکور بیان

Marfat.com

کرنے کے بعد فرمایا ہے ومع التفاضل ھم اکفاء یعنی کم و بیش ہونے کے باوجود وہ ایک دوسرے کے کفو ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تفاضل سے مراد ایسا تفاضل ہے جو منافیٔ تکافؤ نہیں۔

جواب یہ ہے کہ اس کا تعلق خاندان نبوت کے ماسوا دیگر بنوہاشم سے ہے کیونکہ انہوں نے بالاتفاق قریش کے ساتھ تکافؤ کو قبول کر رکھا ہے اور ان کے رشتے مخلوط ہو چکے ہیں ثانیاً اینکہ چونکہ بعض علماء کے نزدیک منکوحہ کیلئے بھی شرط ہے کہ ناکح کی کفو ہو یہ حکم اس سلسلہ میں ہے کہ قریشیہ غیر ہاشمیہ ھاشمی کی کفو ہے نہ مانحن فیہ پر کیونکہ تفاضل اور تساوی تو متضاد نسبتیں ہیں ان کا ایک شخص میں جمع ہونا ممتنع ہے باقی رہا تفاضل فی الاخرت یا دائرہ قانون اسلامی کی رو سے متعین کرنا رجم بالغیب اور غلط ہے چنانچہ بحرالرائق میں ہے۔

الکفائۃ فی النساء للرجال غیر معتبرۃ عند ابی حنیفۃ خلافاً لھما لکن فی الخبازیۃ الصحیح انھا غیر معتبرۃ من جانبھا عند الکل ۱۲۔

ترجمہ: عورتوں کا مردوں کے برابر ہونا صحت نکاح میں امام اعظم کے نزدیک معتبر نہیں صاحبین کے نزدیک ہے لیکن فتاویٰ خبازیہ میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ تمام کے نزدیک عورت کیلئے کفو ہونا معتبر نہیں۔

امام سرخسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی کا حوالہ دیا ہے رہا امام مذکور کی طرف سے دی ہوئی مثالوں کا سوال تو عرض یہ ہے کہ

Marfat.com

تیسری مثال کا تعلق تو چونکہ استفتاء ہذا کے سوال سوم سے ہے جیسا کہ علامہ رملی نے لکھا ہے اسلئے اس کی وضاحت وہاں کی جائے گی اور باقی دونوں مثالیں ناکن فیہ کو مضر ہی نہیں بلکہ مؤید ہیں۔ امام مذکور ان سے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مسلک متذکرۃ الصدر کو ثابت کرنا چاہتے ہیں یا عورتوں کیلئے کفو کی شرط نہ ہونے کو متفقہ ثابت کرنا چاہتے ہیں لہذا یہ کوئی مادہ اعتراض نہیں۔ اگر عثمان رضی اللہ عنہ ذو النورین کی نظیر کو مسئلہ ہذا میں ہمارے مخالف کی دلیل بنایا جائے تو لازم آئے گا کہ مسلمان ہوجانے والی منکوحہ کا خاوند اگر اسلام قبول نہ بھی کرے تو بھی وہ عورت اس کے حبالہ نکاح میں رہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ یہی معاملہ پیش آیا تھا لیکن ایسا کرنا کوئی بھی اب جائز نہیں رکھتا۔ معلوم ہوا کہ خصوصیات عموم مسئلہ سے مستثنیٰ ہوتے ہیں اور وہ ناقابل قیاس ہوتے ہیں۔

یہاں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ بنوہاشم اور قریش کے بقیہ بطون کے درمیان عدم تکافو کا قول شوافع نے بھی کیا ہے اور امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں حدیث قریش اکفاء سے ان کی تردید کی ہے اس سے معلوم ہوا کہ تاویل مندرجہ بالا غلط ہے۔

جواب یہ ہے کہ حدیث ہذا میں جو ضعف قادح ہے وہ خود امام ابن ہمام نے مفصلاً ذکر فرمایا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خود امام مذکور نے حضرت شوافع کی تردید میں مسئلہ ہذا کو نقل فرماکر

Marfat.com

خود اس تردید کی تضعیف کردی یعنی یہ تردید بروئے تردید نقل فرمائی ہے لہذا اعتراض غلط ہے۔

علاوہ اس کے یہ ہے کہ اس ضعیف سند کے مقابلہ میں امام مسلم والی حدیث قطعی اور راجح موجود ہے لہٰذا یہ کیسے قابل علم و عمل ہو سکتی ہے دوم اینکہ یہ قضیہ مہملہ ہے نہ کلیہ لہذا ملزوم جزئیہ ہوگا اور تمام بطون و افخاذ کو شامل کرنے کیلئے کافی نہ ہوگا۔ اور اس کے پہلے ٹکڑہ **العرب اکفاء** سے جس طرح **بنو باہلہ** کو خاص کرلیا گیا ہے اسی طرح اس ٹکڑہ سے **بنو فاطمہ** کی تخصیص کرلینے میں کوئی امر مانع نہ ہوگا۔ اصول فقہ حنفیہ کا تقاضا بھی یہی ہے کہ مطلق و مقید اگر ایک مورد میں وارد ہوں تو مطلق مطلق نہیں رہتا مقید کے تابع ہوجاتا ہے **امام ابن ہمام** نے نکاح اور کفو کے بارے میں ایک ایسا قانون باندھا ہے کہ سوا تخصیص کے اور کوئی راہ نہیں رہنے دیتا وہ فرماتے ہیں

فاذا اقیمت اعتبار الکفائتہ لما قدمناہ فیمکن ثبوتہ بالنظر الی عرف الناس فیما یحقرونہ و یعیرون بہ بالحدیث الضعیف

دوورق بعد لکھا ہے

قیل ھذا اختلاف عصر و زمان فی زمن ابی حنیفتہ لا تعد الدنائتہ فی الحرفتہ منقصتہ فلا تعتبرو فی زمنھما تعد فتعتبرو الحق اعتبار ذلک سواء کان ھو المبنی اولا فان الموجب ھو استنقاص اھل

Marfat.com

العرف فیدور معہ (انتہی)

"جملہ اخیرہ مطلوب ہے"

ترجمہ: نظر لوگوں میں مقبول بات پر کی جاتی ہے جن کو وہ حقیر اور قابل عار جانتے ہوں وہ ناقابل قبول ہوگا کہ بعض کہتے ہیں کہ یہ زمانہ اور عہد کا اختلاف ہے امام اعظم کے زمانہ میں پیشہ کے اعتبار سے جسمیں ہونا نقص نہ گنا جاتا تھا اس لئے اس کا اعتبار نہ تھا اور صاحبین کے زمانہ میں یہ نقص شمار ہوتا تو اعتبار کرلیا گیا ہے چاہے بنیاد پہلی ہو کیونکہ سبب اہل عرف کا نقص سمجھنا ہے اسی لئے اس کے گرداگرد گھومے گا۔ (ختم ہوا)

اور فاطمیہ کے غیر فاطمی سے نکاح کے بارے میں ہمیشہ اہل عرف نے استنقاص کیا ہے میرے علم کے مطابق اس سلسلہ میں سب سے پہلا مظاہرہ وہ ہے جسے مبرد نے اپنی کامل میں بھی نقل کیا ہے مبرد کہتے ہیں "حضرت زبیر کا خاندان کہا کرتا ہے کہ معاویہ نے مروان بن الحکم

و تحدث الزبیریون ان معاویۃ کتب الی مروان بن الحکم و هو والی المدینۃ اما بعد فان امیر المؤمنین احب ان یرد الالفۃ و یسل السخمیتہ و یصل الرحم فاذا وصل الیک کتابی هذا فاخطب الی عبد اللہ بن جعفر ابنتہ ام کلثوم علی یزید بن امیر المؤمنین و ارغب لہ فی الصداق فوجہ مروان الی عبد اللہ بن جعفر فقرء علیہ کتاب

Marfat.com

معاویہ اعلمہ بمافی رد الالفۃ من صلاح ذات البین و اجتماع الدعوۃ فقال عبداللہ ان خالھا الحسین بینبع و لیس ممن یفتات علیہ بامر فانظرنی الی ان یقدم و کانت امھا زینب بنت علی بن ابی طالب صلوٰۃ اللہ علیہ فلما قدم الحسین ذکر ذلک لہ عبداللہ بن جعفر فقام من عندہ فدخل الی الجاریۃ فقال یا بنیۃ ان ابن عمک القاسم بن محمد بن جعفر بن ابی طالب احق بک و لعلک ترغبین فی کثرۃ الصداق و قد نحلتک البغیبغات فلما حضر القوم للاملاک تکلم مروان بن الحکم فذکر معاویۃ و ماقصدہ من صلتہ الرحم و جمع الکلمتہ فتکلم الحسین فزوجھا من القاسم بن محمد (انتھیٰ)

ترجمہ: جب وہ مدینہ طیبہ کا والی تھا لکھا کہ امیر المومنین چاہتے ہیں کہ الفت دوبارہ پیدا کریں اور غصہ دور کریں اور باہمی رشتہ گانٹھیں اسلئے تجھے جب میرا خط ملے تو تو عبداللہ بن جعفر کو اس کی دختر ام کلثوم کا یزید بن امیر المومنین کیلئے نکاح کا پیغام دو اور حق مہر کے سلسلہ میں ان کو رغبت دلاؤ چنانچہ مروان عبداللہ بن جعفر کو بلا بھیجا اور اس کے سامنے معاویہ کا خط پڑھا اور اس کو وہ بتایا کہ الفت لوٹانے میں باہمی حالات کی درستی ہے اور طاقت کا مجتمع ہونا ہے۔ عبداللہ نے کہا لڑکی کے ماموں جی ینبع گئے ہیں اور وہ

کوئی ایسے نہیں کہ انہیں کسی معاملہ میں نظر انداز کیا جاسکے تم مجھے ان کے آنے تک کی مہلت دو اور لڑکی کی ماں حضرت زینب دختر حضرت علی اللہ کی ان پر رحمتیں ہوں۔ جب حضرت حسین علیہ السلام آگئے تو عبداللہ بن جعفر نے یہ واقعہ ان کو بتایا آپ ان کے پاس سے اٹھے اور لڑکی کے پاس اندر چلے گئے اور فرمایا بیٹی تیرا چچا زاد بھائی قاسم بن محمد تیرے لئے حق ہے شاید تجھے حق المہر کے زیادہ ہونے کی رغبت ہو تو میں تجھے بغیبغات دیتا ہوں جب لوگ نکاح کیلئے آئے تو مروان نے بات کی اور معاویہ کا ذکر کیا اور اس کا مقصد بتایا یعنی رشتہ داری گانٹھنا اور آواز کو متحد کرنا اسپر امام حسین علیہ السلام نے اس لڑکی کا قاسم بن محمد سے بیاہ کر دیا۔

اسی قسم کا واقعہ حضرت سید برہان الدین بخاری بھکری رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اپنی نادر تصنیف مخازن النسب میں ذکر فرمایا ہے کہ آپ نے اپنی صاحب زادی کا نکاح ایک ایسے آدمی سے فرمادیا تھا جسے آپ نے سید حسینی سمجھا ہوا تھا اس سے اولاد بھی ہوئی مگر بعد میں تحقیق ہوا کہ یہ تو مخزومی ہیں چنانچہ آپ نے داماد کو بھکر سے نکال دیا اور دختر گھر بٹھالی معلوم ہوا کہ قرناً قرناً اہل عرف اس کے منکر رہے ہیں۔ اہل عرف کے انکار کی واضح ترین دلیل حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کا انکار ہے کہ باقی قریش بنی ہاشم کے کفو ہوں۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تالیف لطیف الصواعق المحرقہ میں جسکو تمام اہل سنت و جماعت بلاامتیاز معتبر و مستند تصور

Marfat.com

کرتے ہیں فرماتے ہیں۔

و من خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اولاد بناتہ علیہ السلام ینتسبون الیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (الی ان قال) ثم معنی الانتساب الیہ صلی اللہ علیہ وسلم الذی ھو من خصوصیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ صلی اللہ علیہ وسلم اب لھم و انھم بنوہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی یعتبر ذلک فی الکفائتہ فلا یکافیٔ شریفتہ ھاشمی غیر شریف و قولھم ان بنی ھاشم و المطلب اکفاء محلہ فیما عدا ھذا الصورۃ۔

فتاویٰ الشریف المؤید میں ہے

قال العلامہ ابن الظھیر بنوہاشم و بنو المطلب اکفاء بعضھم بعض و لیس منھم واحد کفوا للشریفہ من اولاد الحسن و الحسین رضی اللہ تعالی عنھم لان المقصود عن الکفائتہ الاستواء فی نسبتہ الیہ صلی اللہ علیہ وسلم و لیسوا بمستوین فیہ (انتہیٰ)

رشفتہ الصادی میں ہے

و منھا انھم ای اولاد زینب بنت فاطمہ و عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنھم لایکافئون اولاد الحسن والحسین رضی اللہ عنھما فالزینبی مثلا

Marfat.com

ليس كفوا للحسنية و الحسينية (انتهى)

تتمه جرى عمل ساداتنا العلويين الحسنيين رضوان الله تعالى عليهم اجمعين قديما و حديثا انهم لا يزوجون بناتهم الا من شريف صحيح النسب غيرة منهم على هذا النسب العظيم و لايجيزون تزويجها بغير شريف انتهى

بغیۃ المسترشدین میں ہے

ليس الهاشمى الغير المنتسب اليه صلى الله عليه و سلم كذريته على من غير فاطمة رضى الله عنها كفوا لذرية السبطين الحسنين ابنى فاطمة رضى الله عنهم و ذلك لاختصاصهما بكونهم ذرية صلى الله عليه و على اله وسلم و منتسبين اليه عليه و عليهما الصلوة و السلا اى منتسبين اليه صلى الله عليه و على اله وسلم فى الكفائة و غيرها يحمل قولهم ان بنى هاشم و بنى المطلب اكفاء على غير اولاد السبطين و قوله صلى الله عليه و سلم نحن و بنو المطلب شئ واحد على الموالاة و تحريم الذكوة و غيرها ١٢۔

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے کہ حضور علیہ السلام کی صاحبزادیوں کی اولاد کا نسب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

طرف انتساب ہونیکا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے باپ ہیں اور وہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فرزندان ہیں تاکہ یہ انتساب کفو ہونے میں معتبر ہوگا یعنی کسی سیدہ کا کوئی ہاشمی جو سید نہ ہو کفو نہ ہوگا اور علماء کا یہ کہنا کہ بنوہاشم اور بنومطلب باہم کفو ہیں اس صورت کے بغیر دوسری صورتوں میں ہی مراد ہے۔ فتاویٰ الشرف المؤید میں ہے کہ علامہ ابن ظہیر نے کہا ہے کہ بنوہاشم اور بنومطلب ایک دوسرے کا کفو ہیں لیکن ان میں سے کوئی سید زادی کا کفو نہیں جو حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما و عنہم کی اولاد اطہار میں سے ہیں کیونکہ کفو ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے برابر کی نسبت ہے حالانکہ حسنین علیہما السلام کی اولاد اور دیگر بنوہاشم و مطلب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے نسبت نسبی رکھنے میں برابر سراسر نہیں۔

فتاویٰ رشفتہ الصادی میں ہے کہ ان خصائص میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت زینب دختر فاطمہ علیہا السلام اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کی اولاد حضرت امام حسن مجتبیٰ و امام حسین مقتدا علیہم السلام کی اولاد کیلئے نکاح کے بارہ کفو نہیں پس حضرت زینب علیہم السلام کا فرزند حضرت حسنین سبطین علیہما السلام کی دختران کا نکاح میں کفو نہ ہوگا۔

تمہ سادات حسنی و حسینی رضوان اللہ علیہم اجمعین کا پرانا اور نیا معمول یہ رہا ہے کہ اپنی صاحبزادیوں کو صحیح نسب والے

سید حسنی و حسینی کے بغیر نہیں بیاہتے اس عظیم نسب کی غیرت کے بدولت اور سیدزادیوں کا سیدزادوں کے بغیر بیاہنا وہ جائز ہی نہیں سمجھتے۔ فتاویٰ بغیتہ المسترشدین میں ہے ہاشمی جو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نسب پاک میں سے نہ ہو۔ جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام کی وہ اولاد جو حضرت خاتون جنت علیہما السلام سے نہیں سبطین کریمین حضرت حسنین فرزندان حضرت فاطمہ علیہما السلام کی اولاد کا کفو نہیں ہے۔ اور اس کا باعث ان کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہی اولاد ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات پاک کی طرف منسوب ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نسب پاک میں سے ہیں۔ مسئلہ کفو کا ہو یا کوئی اور ہر مسئلہ میں اور علماء کا یہ کہنا کہ اولاد ہاشم اور مطلب ہم کفو ہیں ان سبطین کریمین علیہم السلام کے بغیر دوسروں کے لئے ہے اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا فرمان کہ ہم اور مطلب کی اولاد ایک شی ہیں تو ان سے محبت کرنے اور زکوٰۃ حرام ہونے کے سلسلہ میں ہے۔

حضور مجدد القرن الرابع بعد العشر امام ہمام سیدنا الشیخ محبوب اللہ سید مہر علی شاہ الجیلانی ثم الگولڑوی قدس سرہ القدس سے سیدہ سبطیہ کے غیر سید سے نکاح کے بارہ میں استفتاء کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ "جائز نیست و مفتی بجواز نہ تنہا بر ولات سیدہ ظلم روا داشتہ بلکہ بر کافہ اہل اسلام کہ بمقتضی آیہ شریفہ

قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ۔ و بہ

Marfat.com

مخواء لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ و الناس اجمعین۔

مودت و حب ذی قرابۃ نبویہ را بر خود فرض دانند و اصول ایمان می شمارند جور بے عدد و ستم بے حد نمودہ چہ ظاہر است کہ صحت نکاح سیدہ ہاشمیہ فاطمیہ در غیر کفو جائز نیست بناءً علی الموالات المذکورۃ ہزار ہا دل بوجہ ہتک حرمت اہل بیت رنجیدہ و شکستہ خواہند بود۔

ان تفصیلات سے منور ہو گیا ہے کہ اہل العرف ہر زمانہ میں سیدہ سبطینیہ کے غیر سید سے نکاح کرنے کو موجب ننگ و عار اور سبب استنقاص سمجھتے رہے ہیں۔ اور ہر قرن و قریہ میں سادات کرام کا برأعن کا برگا اپنی نسب کی اس عار سے حفاظت کرتے آئے ہیں لہذا کسی غیر سید کو سید سبطینیہ کا کفو قرار دینا احناف کے اصول کے خلاف ہے اس کی تائید مزید مولانا علی القاری الحنفی رحمہ اللہ علیہ کی شرح فقہ اکبر سے بھی ہوتی ہے حضرت قاری صاحب محدث فرماتے ہیں۔

ولم یکن لرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عقب الامن ابنتہ فاطمۃ رضی اللہ عنہا فانتشر نسلہ الشریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عنہا فقط من جهتہ السبطین اعنی الحسنین رضی اللہ تعالی عنہما

پھر آگے فرماتے ہیں

والاصح ان فضل ابنائہم علی ترتیب آبائہم

Marfat.com

الا اولاد فاطمۃ فانهم یفضلون علی اولاد ابی بکر و عمر و عثمان لقربهم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فهم العترة الطاهرة و الذریۃ الطیبہ الذین ذهب اللہ عهنم الرجس و طهرهم تطهیراً۔

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد صرف آپ کی لخت جگر حضرت فاطمہ علیہم السلام سے تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نسل پاک صرف ان ہی جگر گوشہ لوگ سے بذریعہ سبطین کریمین یعنی ساداتنا الحسن والحسین علیہما السلام سے پھیلا ہے اور اصح یہ ہے کہ خلفاء کے فرزندان کی فضیلت کی ترتیب ان کے باپ کی فضیلت کی ترتیب سے ہوئی سوا اولاد حضرت فاطمہ کے کہ ان کو ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کی اولاد پر بسبب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریبی ہونے کے فضیلت ہے پس وہ پاک خاندان اور بہترین اولاد ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی ناشائستگی روا نہ رکھی ہے اور ان کو بالکل ہی پاک فرمادیا ہے۔ سبطین کریمین علیہما السلام اور ان کی اولاد کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہونا اتنی نصوص سے مروی ہے کہ معنوی تواتر تک پہنچتا ہے اور مفید علم یقینی ہے۔ امام سیوطی نے فضائل اہل بیت کرام میں ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا ہے جس کا نام احیاء المیت فی فضائل اہل البیت ہے اس میں انہوں نے اس بارہ میں بھی احادیث نقل کی ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

Marfat.com

حدیث ۲۹: اخرج الطبرانی عن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل بنی انثی عصبتھم لابیھم ما خلا ولد فاطمۃ فانی انا عصبتھم و انا ابوھم۔

حدیث ۳۰: اخرج الطبرانی عن فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالی عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل بنی ام ینتمون الی عصبتھم الا ولد فاطمہ فانا ولیھم و انا عصبتھم۔

حدیث ۳۱: اخرج الحاکم عن جابر رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکل بنی ام عصبہ ینتمون الیھم الا ابنی فاطمہ فانا ولیھما و عصبتھما وغیرہ وغیرہ۔

ترجمہ: حدیث ۲۹۔ طبرانی نے حضرت عمر سے روایت کی ہے کہ کہتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مؤنث انسان اولاد کا عصبہ ان کی باپ کے رشتہ دار ہوتے ہیں سواء اولاد فاطمہ کے کہ میں ان کا عصبہ اور باپ ہوں۔

حدیث ۳۰: طبرانی نے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراء علیہا السلام نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ ہر ماں کی اولاد اپنے عصبوں کی طرف منسوب ہوتے ہیں سوا اولاد فاطمہ کے کہ ان کا والی ہوں اور میں ہی ان کا عصبہ ہوں۔

حدیث ۳۱: حاکم نے روایت کی ہے کہ جابر نے کہا کہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ماں کے فرزندان کیلئے عصبہ ہوتے ہیں جن کی طرف وہ منسوب ہوتے ہیں مگر فاطمہ کے دو فرزندان کہ میں ہی ان کا ولی ہوں اور ان کا عصبہ ہوں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الشریف کی صاحبزادی ام کلثوم الفاطمیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نسب طلب کرنا اور اس کی وجہ یہ بیان کرنا کہ وہ صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق نسبی پیدا کرنا چاہتے ہیں جیسا کہ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں

عن عمر بن الخطاب رضی الله عنہ انہ خطب ام کلثوم من علی رضی الله عنهما فاعتل بصغرها و بانہ اعدها لابن اخیہ جعفر فقال لہ ما اردت البائتہ و لکن سمعت رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم یقول کل حسب و نسب ینقطع یوم القیامہ ما خلا سببی و نسبی و کل بنی انثی عصبتهم لابیهم ما خلا ولد فاطمہ فانا ابوهم و عصبتهم فاحببب ان یکون لی من رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم سبب و نسب (انتهی بقدر الحاجتہ)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ روایت صحیح ہے کہ آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی صاحبزادی کا رشتہ مانگا حضرت علی نے آپ کی عمر چھوٹی ہونے کا اور یہ کہ آپ نے اپنے بھتیجے کو دینے کا ارادہ کیا ہوا ہے عذر کیا تو آپ نے کہا کہ مجھے

Marfat.com

نفسانی ضرورت نہیں لیکن میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ہر حسب و نسب قیامت کو ٹوٹ جائے گا سوا میرے حسب و نسب کے اور عورت سے جنم پانے والے کا عصبہ ان کے باپ کے رشتہ دار ہوتے ہیں سوا اولاد فاطمہ کے کہ میں ہی ان کا باپ اور عصبہ ہوں اسلئے مجھے خواہش ہے کہ میرا حسب بھی اور نسب بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق ہو۔ (حوالہ بقدر ضرورت ختم ہوا)

صاف دلیل ہے کہ یہ نسل پاک خود حضور صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاص اولاد ہے اور والد و مولود احکام ذاتیہ میں متحد ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین الآیہ یعنی معبود کا ولد ہونا ولد کے معبود ہونے کو مستلزم ہے امام رازی فرماتے ہیں

ویکون المراد منہ ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین لذلک فان السلطان اذا کان لہ ولد فکما یجب علی عبدہ ان یخدمہ فکذلک یجب علیھما ان یخدم ولدہ.

کچھ آگے لکھا ہے

و الولد عبارۃ عن ان ینفصل عن الشیٔ جزء من اجزائہ فیتولد عن ذلک الجزء شخص مثلہ (انتھی)

ترجمہ: مقصد یہ ہے کہ اللہ کا بیٹا فرض کریں تو میں اس کے ایسا ہونے کے باعث اسکا عبادت گذار ہونگا کیونکہ بادشاہ کے

Marfat.com

نوکر کیلئے جیسا کہ اس کی اپنی خدمت کرنی ضروری ہے اس کے بیٹے کی خدمت کرنی بھی ضروری ہے۔ بچہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ والد کے کچھ اجزاء اس سے علیحدہ ہوں اور ان سے اس جیسا ایک شخص پیدا ہو۔

ادھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر ممتنع ہے لہذا یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ کوئی غیر اس نسل پاک کا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابعاض ہیں کفو ہو سکتا ہے۔

وہ ہیں عین نور ان کا سب گھرانا نور کا

اس تفصیل سے معلوم ہو گیا کہ امام سرخسی کے فرمان کا وہ مدعا نہیں جو معترض نے خیال کر رکھا ہے بلکہ اگر عام حکم ہے تو صرف منکوحہ کے بارہ میں ہے ورنہ دفع اعتراض کیلئے فرمایا ہے نہ اس کیلئے کہ ناکح غیر بنی فاطمی فاطمیہ کا کفو قرار دیں واللہ تعالیٰ اعلم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب پاک کے نسب وصہر کے متعلق تو خود قرآن کریم نے ہی فیصلہ فرمادیا ہے کہ اس کا صہر ہی اس کا نسب ہو گا۔

قال تعالی و هو الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسباً و صهرا O عن **ابن** سيرين في قوله تعالى و هو الذی خلق من الماء الايه۔ انها نزلت فی النبی صلی الله عليه وآله وسلم و علی ابن ابی طالب و هو ابن عم النبی صلی الله عليه وآله وسلم و زوج فاطمة رضی الله عنهما فكان نسباً و صهراً (نور الابصار)

Marfat.com

ترجمہ: یعنی حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آیہ شریفہ ہذا میں بشرا سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان ہے جس کی نسل حضرت علی کرم اللہ وجہ و سیدۃ نساء العالمین حضرت زہرا رضی اللہ عنہا سے پھیلی اور اس کو نسب وصہر قرار دیا گیا گویا جن افراد کیلئے سلسلۂ نسب ہوگا صہر بھی ہوگا۔

سوال: حضور اکرم ﷺ نے ترک کفائت کو حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے بارے میں قبول فرمایا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: کفائت متناکحین اور ان کے اولیاء کا مشترکہ حق ہے جیساکہ پہلے گذرا ہے اور اگرچہ امام اعظم سے ایک روایت کے مطابق یہ حق کفایہ ہے اور بعض کے مان لینے سے تمام کا اعتراض ساقط ہوجاتا ہے مگر صاحبین کے نزدیک یہ حق عین ہے کیونکہ اولیاء کو رفع ضرر کیلئے دیا گیا ہے اس لئے جب تک تمام حقدار صغیر و کبیر قریب و بعید اگر ہوں اور اپنا حق ترک کرنے پر راضی نہ ہوجاویں تو یہ ساقط نہیں ہوتا جیساکہ حق قذف۔ چنانچہ علماء کہتے ہیں۔

قال ابویوسف لایسقط ای حق الباقین دفعا للضرر عنہم فرضاء البعض لایکون کافیا (مستخلص) لان ہذہ الولایۃ تثبت حقالہ صیانتہ للقرابۃ عن نسبتہ غیر الکفؤ الیہا (ہدایہ) و فی الدر و انما یطلب بقذف المیت من یقع القدح فی نسبہ بسبب قذفہ

Marfat.com

و هم الاصول و الفروع و ان علوا او سفلوا و لوكان الطالب محجوبا او محروما من الارث بقتل اورق او كفراً و ولد بنت و لو مع وجود الاقرب او عفوه او تصديقه للحوقهم بسبب الجزئيته (و فی مقام آخر) و قال ابویوسف لایکون رضا البعض کالکل کما اذا اسقط احد الدائنین حقه من المشترک (بحر) وجه قولهم ان طلب الکفائته حق جمیع الاولیاء فاذا رضی منهم واحد فقد اسقط حقه دون غیره کالدین المشترک اذا أبراء احدهم او ارتهن رجلان عبهاثم رده احدهما او سلم احد الشفیعین او عفی احد الولیین عن القصاص یصح فی حق نفسه دون غیره و کذلک لو قذف ام جماعة و صدقة احدهم کان للباقین حق المطالبته بالحد و الدلیل علیه انها لو زوجت نفسها من غیر کفؤ کان للاولیاء ان یفرقوا و لم یکن رضاها بعدم الکفائته مبطلا حق الاولیاء فکذلک هنا (انتهی مبسوط سرخسی) یہی حکم یہاں بھی ہے مبسوط امام سرخسی کا حوالہ ختم ہوا۔

ترجمہ: امام ابویوسف نے کہا ہے کہ باقی اولیاء کا حق ساقط نہ ہوگا تاکہ ان سے ضرر دور ہوسکے اس لئے بعض کا راضی ہونا کافی نہیں اس لئے کہ یہ ولایت اس کا حق ثابت کرتی ہے تاکہ غیر کفو

کی اس کی طرف نسبت نہ ہو۔ در مختار میں ہے کہ مردہ پر تہمت لگانے سے حد کا مطالبہ ہر وہ آدمی کرسکتا ہے جس کی نسب میں اس تہمت سے عیب لگتا ہو اور وہ اصول ہیں جس قدر اوپر چلے جائیں اور فروع میں جس قدر نیچے چلے آئیں یہ دعویدار وراثت کا حصہ کسی دوسرے کے باعث کم پارہا ہو یا محروم ہی ہوگیا ہو اور یہ محرومی چاہے قتل کرنے کے سبب سے ہو یا غلام ہونے کے سبب سے یا بے دین ہونے کے سبب سے یا وہ لڑکی کی اولاد میں سے ہو چاہے زیادہ قریبی اور وہ موجود ہو یا اس نے معاف کردیا ہو یا اس نے تہمت لگانے والے کو سچا مان لیا ہو کیونکہ ایک دوسرے میں سے ہونے کے سبب یہ عار ان کو بھی لاحق ہوتا ہے بعض کا راضی ہوجانا تمام کے راضی ہوجانے کی طرح نہیں یہ ایسا ہے جیسے دو قرض خواہوں میں سے ایک کا اپنا حصہ چھوڑ دینا۔ کفو کے مطالبہ کا حق تمام کا ہے کا مطلب یہ ہے کہ ان میں سے جب کوئی راضی ہو تو اس نے اپنا حق چھوڑ دیا نہ دوسروں کا یہ مشترکہ قرضہ کی مانند ہے جب ایک قرض خواہ معاف کردے یا یوں ہے کہ جیسے دو آدمیوں نے ایک چیز کسی کے پاس رہن رکھی پھر ایک نے اپنا حصہ واپس لے لیا یا جیسا کہ دو شفعہ داروں میں سے ایک نے شفعہ چھوڑدیا یا یوں کہ دو ولیوں میں سے ایک نے قصاص معاف کردیا یہ اس کے اپنے حق میں درست ہوگا نہ دوسرے کے حق میں اسی طرح ہے اگر کسی نے چند لوگوں کی ماں کو تہمت لگائی اور انمیں سے کسی نے اس کو سچا قرار دے دیا تو دوسروں کو حد کے مطالبہ کا حق بدستور

Marfat.com

ہوگا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر کسی عورت نے خود اپنا نکاح غیر کفو میں کردیا تو اولیاء کو حق ہے کہ عورت کو اس کے خاوند سے لے لیں اور عورت کا غیر کفو پر خوش ہوجانا اولیاء کے حق کو باطل نہیں کرتا یہی حکم یہاں بھی ہے۔

اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں تمام حقداران نے اپنا یہ حق ترک کردیا تھا اس لئے اس مثال سے اس مسئلہ میں کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا چنانچہ امام ابن ہمام فرماتے ہیں کہ یہ نکاح دلیل کفائت نہیں بلکہ بسبب اجازت جائز ہوئے ہیں وہ فرماتے ہیں۔

قالوا و روج النبی صلی اللہ علیہ و سلم بنتیہ من عثمان و ہواموی و زوجت ام کلثوم من عمر و ہو عدوی وفیہ نظرقد یقول یجوزکونہ لاسقاط حقہ فی الکفائتہ نظراالی مصلحتہ اخری

ترجمہ: لوگ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنی دو صاحبزادیاں حضرت عثمان کو بیاہ دیں حالانکہ وہ اموی تھے اور دختر علی ام کلثوم حضرت عمر سے بیاہی گئیں اور وہ عدوی ہیں مگر یہ مثال غلط ہے کیونکہ جوابا کہا جاسکتا ہے کہ کفو کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ و سلم اور حضرت علی علیہ السلام نے کسی دوسری **مصلحت** کے تحت اپنا حق ساقط کردیا تھا۔

رہا مصلحت آخری کہ وہ کیا تھی اس کی تحقیق بھی علماء سیر و حدیث سے سن لیں علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

حدیث۲: اخرج الخطیب عن ابن عباس رضی الله عنهم ان النبی صلی الله علیہ وسلم قال ان الله اوحی الیٰ ان ازوج کریمتی یعنی رقیتہ و ام کلثوم عن عثمان

حدیث۱۲: اخرج الطبرانی عن ام عیاش ان رسول الله صلی الله علیہ و سلم قال مازوجت عثمان بام کلثوم الا بوحی من السماء

حدیث۱۳: اخرج ابن ماجہ عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیہ و سلم قال لعثمان یا عثمان هذا جبریل یخبرنی ان الله قد زوجک ام کلثوم بمثل صداق رقیتہ و علی مثل صحبتها

حدیث۳۰: اخرج الطبرانی عن عصمتہ بن مالک قال لما ماتتہ بنت رسول الله صلی الله علیہ و سلم تحت عثمان قال رسول الله صلی الله علیہ و سلم زوجوا عثمان لوکان لی ثالثتہ لزوجتہ و مازوجتہ الا بوحی من السماء (انتہی الصواعق المحرقہ)

ترجمہ حدیث۳: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خطیب روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے بذریعہ وحی فرمایا ہے کہ میں اپنی دو صاحبزادیوں کو یعنی حضرت رقیہؓ و اُم کلثومؓ کو حضرت عثمان سے بیاہ دوں۔

Marfat.com

حدیث۱۲: ام عیاش سے طبرانی نے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے کہا کہ میں نے ام کلثوم سے حضرت عثمان کا بیاہ آسمانی وحی کے تحت ہی کیا ہے۔

حدیث۱۳: ابوھریرہ سے ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عثمان کو فرمایا عثمان! جبریل مجھے بتاتے ہیں کہ اللہ تعالی نے تجھے ام کلثوم رقیہ کے مہر کے مطابق مہر پر اور اس جیسی صحبت رکھنے پر بیاہ دی ہے۔

حدیث۳۰: عصمہ بن مالک سے طبرانی نے روایت کی ہے کہ جب حضور ﷺ کی وہ صاحبزادی جو عثمان کے گھر تھیں فوت ہوئیں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ عثمان کو بیاہو اگر میری تیسری دختر فارغ ہوتی تو وہ بھی میں انہیں بیاہ دیتا اور میں نے اپنی دختران کے ان سے جو بیاہ کیئے ہیں وہ آسمانی وحی کے تحت کیے ہیں۔

معلوم ہوا کہ یہ مصلحت آخری تعمیل وحی تھی اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حضرت ام کلثوم بنت سیدنا علی علیہ السلام سے نکاح کی وجہ آرہی ہے۔ امام ابن ہمام کی توجیہ وجیہ سے ظاہر ہوا کہ ان جیسے محققین کے نزدیک **ومع التفاضل هم اکفاء** کا حکم معترض کے معنی کے مطابق ناقابل تسلیم ہے اور اموی و عدوی و قریشی ہونے کے باوجود ہاشمیہ کے کفو نہیں میں کہتا ہوں کہ ہاشمی بھی بضعۃ الرسول اور اس کے جگر گوشوں کا کفو نہیں صلوۃ اللہ و سلامہ علیہم کیونکہ حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ باوجودیکہ ہاشمی مطلبی

Marfat.com

تھے نہ صرف ہاشمی تھے بلکہ ذاتاً بھی اقرب الناس الی النبی ﷺ تھے مگر حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ الزہرا علیہا السلام سے ان کا نکاح اسی مصلحت کے تحت فرمایا ہے علامہ ابن حجر فرماتے ہیں

قال شیخ الاسلام الحافظ ابن حجر فی لسان المیزان و الخبر المذکور اسندہ عن انسؓ قال بینما انا عند النبی صلی اللہ علیہ و سلم اذ غشیہ الوحی فلما سری عنہ قال ان ربی امرنی ان ازوج فاطمۃ من علی فانطلق وادع ابابکر وعمر و اخرج ابوالحسن بن شاذان ان جبریل جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان اللہ یأمرک ان تزوج فاطمۃ من علی فدعا صلی اللہ علیہ وسلم جماعۃ من اصحابہ فقال الحمد للہ المحمود بنعمتہ و فی آخرھا فجمع اللہ شملھا و طیب نسلھما و جعل نسلھما مفاتیح الرحمۃ و معارف الحکمۃ و امن الامۃ فلما حضر تبسم صلی اللہ علیہ وسلم و قال لہ ان اللہ امرنی ان ازوجک فاطمۃ علی اربعۃ مثقال فضۃ ارضیت بذلک فقال قد رضیتھا یا رسول اللہ ثم خر ساجدًا للہ شاکرا (صواعق)

ترجمہ: حافظ ابن حجر نے لسان المیزان میں کہا ہے اور روایات مذکورہ کو حضرت انسؓ کی طرف اسناد کیا ہے انس کہتے ہیں

Marfat.com

کہ میں حضور ﷺ کے پاس تھا کہ وحی آنے لگی جب وحی آچکی تو حضور ﷺ نے فرمایا خدا نے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کا علی سے بیاہ کردوں تو جا اور ابوبکر و عمر کو بلا لا اور ابوالحسن بن شاذلان نے روایت کیا ہے کہ جبریل علیہ السلام حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بتایا کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ آپ فاطمہ علی سے بیاہ دیں اس پر حضور ﷺ نے اپنے یاروں میں ایک جماعت کو بلایا اور فرمایا کہ الحمد للہ (خطبہ) تمام حمد اس خدا کی ہے جو اپنے انعامات سے محمود ہے اور اس کے آخر پر اللہ تعالی ان کے بکھرے ہوئے مال کو جمع فرمادے ان کی نسل کو عمدہ پاک فرمادے اور انکی نسل کو رحمت کے اسباب بنادے اور حکمت جاننے کے ذرائع اور امت کیلئے امن جب حضرت علی علیہ السلام آئے تو حضور ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھے فرمایا ہے کہ میں تجھے چار مثقال چاندی حق المہر پر فاطمہ بیاہ دوں تو راضی ہے۔ حضرت علی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں اس پر راضی ہوں پھر آپ اللہ کا شکر کرنے کی نیت سے سجدہ کرنے لگے۔

سوال: حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے بارے میں تو ثبوت مل گیا کہ جگر گوشہ گان نبی ﷺ کے ساتھ ان کے نکاح میں مصلحت اخری تعمیل وحی تھی مگر حضرت فاروق اعظم اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما کے نکاح میں اسکو کس طرح ثابت کیا جاسکتا ہے۔

جواب: میری سابق میں پیش کردہ گذارش کا مقصد یہ نہ تھا

Marfat.com

کہ وحی کفو کے قائم مقام ہوتی ہے بلکہ یہ تھا کہ جملہ حقداران اگر حق اعتراض چھوڑ کے نکاح پر راضی ہوجاویں تو کفائت کی شرط پوری ہوجاتی ہے اور اس نکاح میں بھی حضرت مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کے جملہ اولیا میں سے کوئی فرد ناراض نہ تھا۔

علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی علیہ السلام کو حضرت فاروق اعظم کی درخواست پہنچی تو انہوں نے از خود کوئی فیصلہ نہ فرمادیا بلکہ اپنے صاحب زادگان اور حضرت معصوم کے دیگر متولیان بھائیوں سے استصواب فرمایا اور چونکہ وہ راضی تھے اس لے منظور فرمالیا وہ لکھتے ہیں

و فی روایۃ ان الحسین سکت و تکلم الحسن فحمد اللہ و اثنی علیہ ثم قال یا ابتاہ من بعد عمر صحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم و توفی و ھو عنہ راض ثم ولی الخلافۃ فعدل فقال صدقت و لکن کرھت ان اقطع امرا دونکما (انتہی الصواعق)

ترجمہ: ایک روایت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام چپ رہے امام حسن علیہ السلام نے بات کی پہلے خداتعالی کی حمد و ثنا کی پھر کہا اباجی کیا عمر سے بڑھ کر بھی کوئی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات تک ان پر راضی تھے پھر آپ خلیفہ بنے اور انصاف فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا آپ سچ کہتے ہیں لیکن میں نے اچھا نہ سمجھا کہ معاملہ کا فیصلہ تمہاری رائے لئے بغیر

Marfat.com

کردوں اور یہ نکاح بموجب استنقاص اہل العرف بھی نہ تھا کیونکہ اس وقت حضرت فاروق سے بالاو فائق کوئی ایسا موجود نہ تھا جو آپ کے بجائے اس منکوحہ کیلئے بہتر ہوتا جیسا کہ حضرت امام حسین کی گذشتہ کلام اور دیگر صحیح مرفوع احادیث سے ثابت ہے اور تمام اہل السنۃ کا اجماعی عقیدہ ہے علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

اخرج الترمذی و الحاکم عن ابی بکر رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ماطلعت الشمس علی خیر من عمر[1] اخرج الحاکم عن علی رضی اللہ عنہ انہ دخل علی عمر و ھو مسجی فقال رحمہ اللہ علیک مامن احد احب الی ان القی اللہ بما فی صحیفتہ بعد صحیفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ھذا المسجی[2] و تقدم لھذا طرق و صح عن مالک عن جعفر الصادق عن ابیہ الباقر ان علیارضی اللہ عنھم وقف علی عمر بن الخطاب و ھو مسجی فقال القصۃ

ترجمہ: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سے ترمذی و حاکم نے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سورج عمر سے بہتر امتی پر طلوع نہیں ہوا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حاکم روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام حضرت عمرؓ کے پاس گئے اور آپ منہ ڈھانپے سوئے پڑے تھے تو فرمایا اللہ تعالی تم پر رحم

---

[1] صواعق المحرقہ صد۹۸ ، [2] الصواعق المحرقہ صد۹۹

فرمائے مجھے کوئی اس کیلئے زیادہ پسند نہیں کہ میں خدا کے حضور اسکا نامہ اعمال لیکر جاؤں حضور ﷺ کے نامہ اعمال کے بغیر بہ نسبت اس منہ ڈھاپے ہوئے کے اسکی کتی اسناد امام مالک نے بروایت امام جعفر صادق علیہ السلام امام باقر علیہ السلام سے ذکر کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام حضرت عمر بن الخطاب کے سرہانے کھڑے تھے اور آپ منہ ڈھانپے لیٹے ہوئے تھے تو آپ نے ایسا فرمایا جس کا ذکر ہو چکا ہے۔ یہ خطبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے اور ان کی رائے موافق بالوحی ہونا اہل السنۃ کا اجماعی مسئلہ ہے اسلئے یہ وحی نہ سہی الہام ضرور ہوگا جو مبتلیٰ بہ کیلئے بمنزلہ نص کے ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں حضرت فاروق اعظم کو حضور اکرم ﷺ کی اولاد امجاد سے خصوصی نسبت میں مشارکت حاصل ہے حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی بن سکتا تو حضرت عمر ہوتے الصواعق المحرقہ میں ہے۔

اخرج احمد و الترمذی و الحاکم و الصححۃ عن عقبۃ بن عامر و الطبرانی عن عصمۃ بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم لوکان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب و اخرجہ الطبرانی عن ابی سعید الخدری وغیرہ و ابن عساکر من حدیث ابن عمر (انتہی) الصواعق المحرقۃ صد ٩٦

ترجمہ: امام احمد و ترمذی اور حاکم عقبہ بن عامر سے روایت کی ہے اور اسے صحیح کہا ہے اور طبرانی نے عصمہ بن مالک سے کہ

حضورﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتے اسے طبرانی نے ابوسعید خدری وغیرہ سے اور ابن عساکر ابن عمرؓ کی روایت سے اس کو ذکر کیا ہے۔

دوسری طرف حضورﷺ نے اپنے فرزند ارجمند جگر پیوند حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق فرمایا ہے۔

لوعاش ابراہیم لکان صدیقا نبیا او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: میرے فرزند ارجمند حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی ممکن ہی تب ہوسکتی تھی کہ میرے بعد وہ نبی صدیق ہوتے تو

یعنی حضرت فاروق اور حضرت ابراھیم رضی اللہ عنہما جگر گوشۂ حضور اکرمﷺ میں کمالات نبوت کے لحاظ سے ایک مشابہت اور مشاکلت پائی جاتی ہے اور یہی مناسبت و مشارکت کفائت کی اصل ہے۔ بحر الرائق میں ہے کہ کفو سے نکاح کے باب میں یہ مراد ہوتا ہے کہ

و المراد ھہنا المماثلۃ بین الزوجین فی خصوص امور اور کون المرأۃ ادنی ١٢

ترجمہ: خاوند بیوی اپنی خصوصیات ہم ایک جیسے ہوں یا بیوی کم ہو۔

حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو بھی حضور علیہ الصلوۃ و السلام سے خصوصی ذاتی نسبت تھی چنانچہ

Marfat.com

بیعت الرضوان کے موقعہ پر حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک کو حضرت عثمان کا ہاتھ ہونا فرمایا اور حضرت علی کو فرمایا لحمک لحمی جسمک جسمی الحدیث اسی تماثل کا نتیجہ ہے کہ یہ حضرات نور دیدگان رسول خدا ﷺ کے اہل قرار پائے۔

اگر اس تکافو کو حسبی مان بھی لیا جائے تو بھی امور مقطوعہ میں ہونے کا سبب ایفاء شرط کیلئے جائز ہے جیسا کہ آگے چل کر آتا ہے انشاء اللہ کہ ناممکن الانفکاک ہوتا ہے مگر یہ قابل قیاس نہیں کیونکہ یہ حضرات عشرہ مبشرہ میں سے ہیں لہذا قطعی بہشتی ہیں اور مومن فاطمی بھی قطعی بہشتی جبکہ عشرہ مبشرہ کے بعد کوئی دیگر غیر قطعی بہشتی نہیں جیسا کہ کتب حدیث مشکوۃ وغیرہ میں ہے۔

عن سهل بن سعد قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم ان العبد ليعمل عمل اهل النار و انه عن اهل الجنة و يعمل عمل اهل الجنة و انه عن اهل النار وانماالاعمال بالخواتيم متفق عليه[له] قوله انما الاعمال بالخواتيم تذييل للكلام السابق المشتمل على معناه لمزيد التقرير و فيه حث على المواظبة على الطاعات و الحفظ عن المعاصى خوفا من ان يكون ذلك اخرعمره و فيه زجر عن العجب و التفرح فانه لايدرى ما ذا يصيبه فى العاقبة و فيه انه لايجوز الشهادة لاحد بالجنة و لا بالنار ١٢ (له)

له مشکوۃ المصابیح صفحہ ٢٠

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ بندہ دوزخیوں کے کام کرتا رہتا ہے اور ہوتا وہ جنتی ہے اور جنتیوں کے کام کرتا رہتا ہے اور ہوتا وہ دوزخی ہے معتبر وہ اعمال ہیں جو اخیر عمر میں سرانجام پاویں اور جملہ انما الاعمال بالخواتیم پہلی کلام کا تتمہ اور دامن ہے جو اسی معنی پر مشتمل ہے تاکہ اس کی اور زیادہ تاکید ہو اور اس میں فرماں برداروں پر پکار ہے اور نافرمانیوں سے بچنے کی ترغیب ہے اس ڈر سے کہ وہ گھڑی کام کرنے والے کی عمر کی آخری گھڑی نہ ہو اور خود بینی اور بے خوفی سے روکنا ہے کیونکہ کسی کو کوئی پتہ نہیں کہ انجام کار اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کسی کو قطعی جنتی یا جہنمی کہنا جائز نہیں۔

دوسری طرف سے بنوفاطمہ کے متعلق جو فرامین آئے اور محدثین ثقات نے جنکو روایت کیا ہے وہ حسب ذیل ہیں صواعق میں ہے

عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم ان فاطمة احصنت فرجها فحرم الله ذريتها على النار اخرجه تمام فى فوائده و النوادر و الطبرانى بلفظ فحرمها الله و ذريتها على النار و جاء بسند رواته ثقات انه صلى الله عليه و سلم قال لفاطمة ان الله غير معذبك و لاولدك (انتهى الصواعق)

[1] حاشیہ مشکوٰۃ مطبوعہ اصح المطابع دہلی صفحہ ٢٠

احیاء المیت میں ہے

حدیث٢٦: اخرج الحاکم عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم و عدنی ربی فی اھل بیتی من اقر منھم بالتوحید ولی بالبلاغ ان لا یعذبھم

حدیث٢٧: اخرج ابن جریر فی تفسیرہ عن ابن عباس فی قولہ و لسوف یعطیک ربک فترضی قال من رضا محمد ان لایدخل احد من اھل بیتہ النارہ (انتھی)

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ علیھا و علی ابیھا الصلوۃ والسلام چونکہ پاک دامن رہی ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد نار پر حرام فرمادی ہے یہ لفظ تمام راوی کے ہیں طبرانی کے لفظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خود انہیں اور ان کی اولاد کو نار پر حرام کردیا ایک دوسری روایت میں جسکی سند معتبر ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے اور تیری اولاد کو عذاب نہ دیگا۔

حدیث٣٦: حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے رب نے میرے ساتھ یہ وعدہ فرما رکھا ہے کہ میرے خاندان میں سے جو اللہ کی توحید اور میری تبلیغ رسالت کی تصدیق رکھتے ہوں گے ان کو عذاب نہ دے گا۔

حدیث٣٧: حضرت ابن عباسؓ نے آیت ولسوف یعطیک

Marfat.com

ربکَ فترضیٰ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی رضا یہ ہے کہ حضور ﷺ کے اہل بیت سے کوئی بھی نار میں داخل نہ ہو۔

حضرت الشیخ الاواہ سیدنا محبوب اللہ الغوث مہر علی شاہ ادام اللہ تعالیٰ برکاتہ الی یوم یلقاہ رضی اللہ عنہ وارضاہ کی نعتیہ پنجابی نظم شریف کے اس مصرعہ کا اشارہ بھی اس کی تائید کرتا ہے حضور کا ارشاد ہے

یعطیک ربک داس تساں
فترضی تھیں پوری آس اساں

اس میں شک بھی کیوں ہو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ ہر نبی مستجاب الدعوۃ ہوتا ہے اور آپ کا یہ فرمانا ثابت ہے۔

حدیث۶: اخرج الشیرازی فی الالقاب عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم قال سئالت ربی ان لاازوج الامن اھل الجنتہ و لا اتزوج الا من اھل الجنتہ (صواعق)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار سے درخواست کی ہے کہ نہ میں کسی غیر جنتی کو اپنا رشتہ دوں نہ ہی کسی غیر جنتی سے اپنے لئے لوں۔

یعنی حضور ﷺ کا داماد بھی قطعی بہشتی ہوگا اور حضور ﷺ کا خسر بھی لیکن کسی غیر فاطمی کے قطعی بہشتی ہونے کا حکم دینا نص

Marfat.com

متذکرہ الصدر کے خلاف ہے لہذا اب فاروق اعظمؓ کی مثال کو قابل قیاس قرار دینا بھی غلط ہوگا۔ کوئی شخص اگر حضرت سکینہ بنت رباب رضی اللہ عنہا حضرت امام الاتقیاء نقیب الشہداء امام عالیمقام حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کے نکاحوں کو جو غیر فاطمیوں سے ہوتے مثال بنا کر اعتراض کرے تو گذارش کی جاتی ہے کہ یہ سند نہیں بن سکتے نور الابصار فی مناقب آل النبی المختار میں ہے کہ آپ کا نکاح جو آپ کے اولیاء نے کیا تھا وہ آپ کے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ ابن حسن السبط بن علی رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھا مگر جب واقعہ ہائلہ کربلا کے بعد جو روعدوان کا تسلط ہوگیا اور آپ کے رشتہ دار یا شہید ہوگئے یا قید و بند میں ڈال دیئے گئے تو یہ واقعات رونما ہوئے اور ان حالات میں جس طرح یہ حالات شرعی طور پر قابل تقلید و قیاس نہیں ان حالات کے یہ نتائج بھی قابل تسلیم و جواز نہیں۔

حضرت مائی صاحبہ کے نکاح جن دو امویوں سے ہوئے تھے وہ تڑوا دیے گئے اگر یہ عقد قابل قبول تھے تو تڑوانے کا کیا مدعا ہوگا۔ نور الابصار میں اسکی تھوڑی سی تفصیل درج ہے اور آخر میں لکھا ہے **وقیل فی ترتیب ازواجہا غیر ھذا** لہذا مظالم کی پیداوار مضطرب الاخبار، ناقابل اعتبار واقعہ سے فقہا کی مصرحات پر کوئی اثر نہیں پڑتا **وان الظن لایغنی من الحق شیئا**۔

اس قسم کے انفرادی واقعات بھی موجود ہیں کہ زمانہ نبوت اور دور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے غیر قریشی

Marfat.com

مردوں سے قرشیات کے رشتے ہوتے رہے جیسا کہ فاطمہ بنت قیس قرشیہ کا رشتہ حضرت اسامہ بن زید غیر قرشی سے ہوا اور خود حضور ﷺ نے خطبہ فرمایا۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف کی ہمشیرہ کی شادی حضرت بلال بن رباح حبشی سے ہوئی حضرت حذیفہ نے اپنی بھتیجی خود اپنے آزاد کردہ غلام سے بیاہ دی تھی وغیرہ وغیرہ لیکن یہ شواذ واقعات قریش و غیر قریش کے درمیان کفائت رفع ہونے کا باعث نہیں بنے ہیں اگر حضرت سکینہؓ کا رشتہ غیر موزوں جگہ ہو گیا تو یہ ناقص کفائت کیونکر ہو سکتا ہے۔

ابتدا میں چونکہ اولیاء کے اعتراض مؤثر کرنے ہی سے غیر کفو کا نکاح منسوخ ہوتا تھا اور حضرت مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ پر کسی کو یہ فرصت ہی نہ تھی لہذا جو کچھ ہوا ہو گیا مگر اب صورت شرعی یہ ہے کہ غیر کفو میں نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا لہذا یہ صورت ناٰنحن فیہ سے چسپاں نہیں ہو سکتی نہ اس سے مدعاء خصم ثابت ہو سکتا ہے۔

سوال: اگر صورت مسئلہ وہی ہے جو اوپر تحریر کی گئی ہے تو پھر بعض علماء نے اس کے خلاف فتوے کیوں دیے ہیں؟

جواب: کسی بھی اہل علم نے میرے علم کے مطابق علی الخصوص بنو فاطمہ کے متعلق تحریرات گذشتہ کے خلاف نص نہیں کی ہے بنو ہاشم کے متعلق روایات آئی ہیں لیکن احکام عامہ بنی ہاشم میں بنو فاطمہ شامل نہیں البتہ علامہ عینی نے علویہ کے متعلق فرقہ ضالہ روافض کا رد فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ علویہ عورت عوام

Marfat.com

قریش بنو ہاشم کی کفو ہے۔

روافض مدار شرف حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ کی ذات کو قرار دیتے ہیں نہ حضرت پیغمبر خدا ﷺ کی ذات یا آپ سے نسبت کو اسی واسطے مولانا علی القاری المحدث الہروی رحمہ اللہ تعالی نے بھی شرح فقہ اکبر میں حضرت علی علیہ السلام کی اولاد میں سے بنو فاطمہ کو خاص کر کے باقی کو اسی عموم میں رکھا ہے تاکہ اس طائفہ طاغیہ کا ابطال ہو جائے۔ یا خاندان خلافت کو دنیا داری جاہ و حشم امور غیر قارہ ملکات فطریہ کا قائمقام قرار دینے میں حضرت امام محمد رضی اللہ عنہ کے قول کا جواب دینا مقصود ہوتا ہے بلکہ اگر تاریخ کے اوراق میں اس کا تجزیہ کیا جائے تو اس کدو کاوش کا نتیجہ خاندان خلافت کے اس زعم کی تردید ثابت ہوگا جو مامون الرشید کے حضرت امام موسی کاظم کو اپنا داماد بنا لینے سے بناء مخاصمت بنا لیا گیا تھا۔ ہاں بعد والوں میں سے بعض نے بلا سمجھے تقلیداً اسے دہرانا شروع کر دیا اور بعض نے بربنا بد عقیدگی ایسے اقوال کو مذہب شمار کرنا شروع کر دیا مگر ایسے فتاوی مردود ہیں اور قضاءً ناقابل قبول۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی امام شافعی المذہب کی اقتدار کے جواز کے بارے میں جو فتوی دیا ہے اسمیں فرماتے ہیں کہ ہمارے اس زمانہ میں ماوراء النہر کے بعض علماء بے سمجھی کے سبب تعصب اختیار کر کے بات چیت کرتے ہیں ------

ولیکن فی زماننا ہذا بعض علماء ماوراء النہر بسبب قصیر الفہمی خود تعصب ورزیدہ گفتگوے سازند قول اوشاں مردود است و خلاف فقہ و

Marfat.com

حدیث و مجتہد خود است ہر گز قابل سماعت و اعتبار نیست (انتہی بقدر الحاجہ فتاوی عزیزیہ)

ترجمہ: ان کی بات بالکل مردود اور فقہ و حدیث اور اپنے امام کے خلاف ہے ہر گز اس قابل نہیں کہ اسے سنا جائے یا اس کا اعتبار کیا جائے (ضرورت کے مطابق حوالہ ختم ہوا)

اس امر کا ثبوت کہ علما نے حضرت امام محمد کے قول کی تردید کی ضرورت محسوس کی ہے یہ ہے کہ علماء نے اس کی تسکیناً للفتنۃ کہکر تاویل کی ہے امام سرخسی فرماتے ہیں

وکانہ قال ذلک تسکیناً للفتنۃ و تعظیمًا للخلافۃ لانعدام الکفائۃ (مبسوط).

سوال: امام محمد رحمہ اللہ تعالی کے قول کی جب تردید ہو گئی تو مسئلہ کی بنیاد گر گئی اور آپ نے جو امام صاحب کے قول سے سند پکڑی تھی وہ ختم ہو گئی۔

جواب: امام صاحب کے اصل قول و مسئلہ کی تردید نہیں بلکہ اس سے جو لوگ عارضی وجاہت کو سرمایہ فضیلت قرار دیتے تھے ان کی تردید ہو گئی ہے چنانچہ علماء نے خود یہ تشریح بالتصریح کردی ہے۔ بحر الرائق اور فتح القدیر میں ہے کہ

فاندفع بذلک قول محمد من انہ تعتبر الزیادۃ بالخلافۃ حتی لا یکافئی اھل بیت الخلافۃ غیرھم من القرشیین (بحر) وعلی محمد فی اعتبارہ الزیادۃ بالخلافۃ حتی لایکافئی اھل بیت الخلافۃ

Marfat.com

غيرهم من القرشيين (فتح)

ترجمہ: اس سے امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کے اس معنی کی تردید ہو گئی کہ حکومت کے سبب سے جو زیادتی ہوتی ہے وہ معتبر ہے تاکہ شاہی گھرانہ کا کوئی دوسرا قریشی کفو نہیں ہوسکتا۔ یہ قول امام محمد کے خلاف ہے اس بارہ میں کہ وہ حکومت کے سبب سے حاصل ہونے والی زیادتی کا اعتبار کرتے ہیں اور شاہی خاندان کا دوسرے قریشیوں کا حکومت کے سبب سے کفو قرار نہیں دیتے (معلوم ہوا کہ حکومت کی زیادتی کا اعتبار کرنا رد کیا گیا ہے) نیز امام کے قول کی تردید امام سے مابعد کے لوگ نہیں کرسکتے ہاں امام ابو یوسف یا امام اعظم کا کوئی قول امام محمد کے قول کے معارض واقع ہوتا تو یہ لوگ ان میں سے ایک کو ترجیح دے سکتے تھے تردید امام ان کی حیثیت سے بالا ہے۔

یہاں یہ کہنا بے جا ہوگا کہ انہوں نے امام محمد کے قول کا مدعا بیان کیا ہے اور تشریح اقوال ائمہ ان کا منصب ہے کیونکہ اقوال متذکرۃ الصدر سے صاف ظاہر ہے کہ یہ تردید و دفاع ہے نہ تشریح مراد هذا ان قصد بذلك عدم المكافات لا ان قصد تسكين الفتنة (بحر و فتح) یعنی تردید اسی صورت میں بن سکتی ہے کہ امام محمد کے قول سے مراد نفی کفائت ہو نہ تسکین فتنہ کیونکہ وہ تو قاضی کا فرض ہے والقاضى مامور بتسكينها بينهم كما بين المسلمين (شامی) اور امام محمد رضی اللہ عنہ نے کبھی قضا قبول نہیں کی لہٰذا امام محمد کے اقوال قاضیانہ نہیں ہوسکتے اندریں حالت ہماری سند بفضلہ تعالیٰ

Marfat.com

قوی بلکہ اقوی ہے اور اس تفصیل و تطویل سے معلوم ہو گیا کہ کوئی مرد جو حضرات حسنین کریمین علیہما السلام کے ساتھ رشتہ نسبی عصبی نہ رکھتا ہو وہ ان کی اولاد میں سے کسی معصومہ مستورہ کا کفو نہیں ہو سکتا چاہے وہ حضرت زینب بنت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہما کی اولاد بھی کیوں نہ ہو صدیقی، فاروقی تو بجائے خود۔

اب میں سوال کی تیسری شق پر بحث شروع کرتا ہوں کہ کیا حسب نسب کی تلافی کر سکتی ہے یا نہیں؟ فاقول و باللہ التوفیق۔ سب سے پہلے حسب کے مصداق کی تعیین کرنی ضروری ہے قاموس محیط میں ہے۔

و الحسب ماتعده من مفاخر آبائک او المال او الدین او لکرم او الشرف فی الفعل او الفعال الصالح او الشرف الثابت فی الاباء او البال

حسب باپ دادا کے قابل فخر کارناموں کو کہتے ہیں یا دولت کو یا دین کو یا سخا کو یا بلندی کردار کو یا اچھے کاموں کو یا اس بزرگی کو جو بزرگوں میں یا دل میں جاگزیں ہو۔

حسب بمعنی عیال و اطفال بھی آیا ہے جیسا کہ وفد ہوازن کے قصہ میں آتا ہے ملاحظہ ہو حدیث متعلقہ دیگر اہل لغت نے بھی لکھا ہے اور اس تشریح سے معلوم ہوتا ہے کہ بلحاظ لغت "علم" حسب کے معنی میں بالذات شامل ہی نہیں کیونکہ حسب میں جو مفاخر شامل ہیں وہ لحاظ اجمال کے یا آباء سے تعلق رکھتے ہیں یا کارناموں سے اور بلحاظ تفصیل کے علم کو کسی نے ان میں شمار

Marfat.com

نہیں کیا لہذا علم اگر اس کا مدلول لیا جائے تو التزامی ہوگا نہ حقیقی۔

فقہی اعتبار سے اس بارہ میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے مگر بعد اللتیا والتی نتیجہ جو نکلتا ہے وہ وہ ہے جو علامہ ابن نجیم نے بیان فرمایا ہے کہ **وظاہر الروایۃ ان العجمی لایکون کفوا للعربیۃ مطلقا** میں ذیل میں فقہا کا وہ اختلاف نقل کرتا ہوں جس کا حوالہ دیا گیا ہے۔

و افاد المصنف ان غیر العربی لا یکافئی العربی و ان کا حسیباً او عالماً لکن ذکر قاضی خان فی جامعہ قالوا الحسیب یکون کفوا للنسیب فالعالم العجمی یکون للجاہل العربی و العلویۃ لان شرف العلم فوق شرف النسب و الحسیب مکارم الاخلاق۔ و فی المحیط عن صدر الاسلام الذی لہ جاہ و حشمۃ و منصب و فی الینابیع الاصح انہ لیس کفوا للعلویۃ و اصل ماذکرہ المشائخ من ذلک ماروی عن ابی یوسف ان الذی اسلم بنفسہ او اعتق اذا احرز من الفضائل مایقابل نسب الاخر کان کفوا لہ کذا فی فتح النسب و علی ھذا قیل العائشۃ افضل من فاطمۃ رضی اللہ تعالی عنہما لان لعائشۃ شرف العلم کذا فی المحیط اقول و قد جزم بہ صاحب المحیط و ارتضاہ کما ارتضاہ فی فتح القدیر و جزم بہ البزازی و جزم بہ فی الفیض و جامع الفتاوی و

ذکرہ فی الخلاصہ فقال بعض المشائخ و قد جعلہ صاحب الغرر متناو فی تنویر الابصار العجمی لایکون کفوا للعربیہ و لو عالما وھو الاصح قال فی شرحہ کذا فی الفتح نقلا عن الینابیع الاقو ل و قد اخذہ عن البحر فتحرر ان فیہ اختلافا و لکن حیث صح ان ظاہر الروایتہ انہ لا یکافئھا فھو المذہب و قد نص فی الینابیع انہ الاصح تامل (انتہی)

ترجمہ: مصنف نے بتایا کہ غیر عربی عربی کا کفو نہیں حسب و علم والا کیوں نہ ہو لیکن قاضی خان نے اپنی جامع میں ذکر کیا اور علوی عورت کا کفو ہوگا کیونکہ علم کی بزرگی نسب کی بڑائی سے بلند ہے اور حسب عمدہ اخلاق کو کہتے ہیں صدر الاسلام کا فتویٰ محیط میں ہے کہ حسب والا وہ ہے کہ اسے رعب داب اور منصب حاصل ہو اور ینابیع میں ہے کہ اصح یہ ہے کہ وہ علوی عورت کی کفو نہیں اور مشائخ کے ذکر کردہ احکام کا اصل وہ ہے جو امام ابویوسف سے روایت ہے کہ خود اسلام قبول کرنے والا یا آزاد ہونے والا جب عمدہ کارناموں میں سے اتنا کچھ حاصل کرلے جو دوسرے کی نسب کا مقابلہ کرسکے تو وہ اس دوسرے کی کفو ہوگا۔ فتح القدیر میں بھی اسی طرح ہے اور یہ تمام بزرگوں کی بلند پردازیاں ہیں اور ظاہر الروایت یہ ہے کہ عجمی عربی کا کفو بالکل نہیں ہوسکتا (بحر) علامہ رملی فرماتے ہیں کہ مجمع الفتاوی میں ہے کہ عالم علویہ کا کفو ہے اسلئے کہ

Marfat.com

حسب کی بزرگی نسب کی بڑائی سے زیادہ قوی ہے اس لئے کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ حضرت فاطمہ سے افضل ہیں اللہ تعالی ان دونوں سے راضی ہو کیونکہ حضرت عائشہ کو علم کی بزرگی حاصل ہے محیط میں اسی طرح ہے۔ میں کہتا ہوں کہ محیط والے نے اسی پر پورا اعتماد کیا ہے اور فیض نیز جامع الفتاوی میں بھی اور خلاصہ میں بھی یہ ذکر کیا گیا ہے چنانچہ بعض بزرگوں نے کہا ہے اور غرر والے نے تو اسے متن بنادیا ہے لیکن تنویر الابصار میں ہے کہ عجمی عربی عورت کا کفو نہیں چاہے عالم کیوں نہ ہو اور سب سے زیادہ درست یہی ہے اس کی شرح میں ہے کہ فتح میں اسی طرح ہے جو ینابیع سے نقل ہے میں کہتا ہوں کہ اس نے بحر سے اسے لیا ہے اور اسمیں اختلاف ذکر کردیا ہے لیکن صحیح یہی ہے جو ظاہر روایت ہے کہ عجمی عربیہ کا کفو نہیں اور یہی مذہب ہے۔

اس تفصیل اور قال قیل سے معلوم ہوا کہ مذہب جس کا نام ہے وہ صرف یہی ہے کہ حسب نسب کی کمی پوری نہیں کرسکتا اور حسب بمعنی علم بھی کیوں نہ ہو حسیب کو نسیب کے کفو قرار دلانے کی صلاحیت نہیں رکھتا اور یہ ظاہر الروایۃ ہے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ تعالی اس کے ظاہر الروایۃ قرار دینے پر اعتراض فرماتے ہیں کہ متون میں ذکر ہونے کے بعد اس کے ظاہر الروایۃ ہونے کی اور کوئی دلیل نہیں مگر یہ اعتراض بجا نہیں امام سرخسی نے اپنی مبسوط میں جو ظاہر الروایۃ کی تفسیر ہے حضرت امام اعظم کے متعلق لکھا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اہل عرب کا کفو

Marfat.com

قرار نہیں دیتے تھے حالانکہ آپ کے زمانہ میں جلالۃ علمی کے لحاظ سے کوئی بھی آپ سے افضل نہ تھا کیا اس تصریح کے بعد اس قسم کے اعتراض کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے۔

محقق شامی کے شک کا منشا در مختار کا لفظ وادعی ہے لیکن اس کے مقابلہ میں علامہ رملی نے جو تصریح فرمائی ہے وہ اس قسم کے شبہات سے بلند وارفع ہے کما نقل آنفاً۔

امام اعظم کے اس قول کی یہ تاویل کی جانی مفید نہیں ہوگی کہ حضرت امام صاحب تواضعاً ایسا فرماتے تھے جبکہ اس قسم کی کوئی روایت ان سے منقول نہیں نہ اس حکم کے خلاف کوئی نص ان سے روایت کی گئی ہے کیوں کہ اسے اگر حکم شرعی یا امر واقعہ کے خلاف تسلیم کرلیا جائے تو یہ امام صاحب اور تمام فقہائے اہل سنت کی توہین ہے اور فقہ حنفی کے ساتھ مذاق ہوگا اگر بات یہی ہوتی تو پھر اسکو حضرت امام صاحب رضی اللہ عنہ کی شخصی سیرت میں ذکر کیا جاتا نہ مبسوط میں جو ظاہر الروایۃ کی شرح ہے۔

محقق شامی رحمۃ اللہ علیہ نے آیت شریفہ ھل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون کو اس بات کی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے کہ عالم قرشیہ کا کفو بن سکتا ہے حالانکہ بظاہر یہ آیت بوجہ استفہام انکاری کے انکار تساوی و کفائت پر دال ہے اور اس صورت میں کوئی اختلاف کہ شریف النسب اہل علم کیلئے خسیس النسب عالم کفو نہیں اگر یہ آیت کفائت متنازعہ کے ثبوت پر دال ہوتی تو اس کا زیادہ تر اثر اسی صورت میں پڑتا نہ کہ جاہل و عالم کے

Marfat.com

درمیان مساوات منفیہ ثابت کرنے پر۔

اس استدلال سے یہ سمجھنا کہ غیر عالم کیلئے عالم کے کفو نہ ہونے کا فتوی درست نہیں بعض متفقہ دوستوں کا دھوکہ ہے کیونکہ علماء نے جنمیں خود علامہ شامی بھی شامل ہیں تصریح فرمائی ہے کہ فقہاء کی عبارات غیر مقیدہ کو عموم مطلق پر حمل کرنا فقہ سے ناواقفیت کی دلیل ہے اسلئے یہاں عالم سے مراد ہر عالم لینا اور ذی نسب سے مراد بھی مطلق ذی نسب لینا ایسا ہی ہوگا اسلئے کہ ہماری متذکرۃ الصدر رائے سے اختلاف فرمانے والے علماء نے بھی فرمایا ہے کہ

العالم یکون کفوا للعلویۃ الا ان یکون حائکا او حجاما و فی روایۃ او دباغا و ھی ان امکن ترکھا یبقی عارھا (انتھی) فالعالم العجمی یکون کفوا للجاہل العربی و العلویۃ

ترجمہ: عالم علویہ کا کفو ہے بشرطیکہ جولاہا یا نائی نہ ہو ایک روایت میں ہے کہ رنگریز بھی کفو نہیں کیونکہ ان چیزوں کو چھوڑا جاسکتا ہے مگر عار ان کی نہیں جاتی نتیجہ یہ ہے کہ عجمی عالم عربیہ جاہلہ کا اور علویہ ناخواندہ کا کفو ہوگا۔

اور اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عالم سے مراد مطلق نہ ہی عربیہ علویہ قرشیہ سے مراد مطلق ہیں بلکہ عالم سے مراد وہ ہے جسکی نسبت کوئی موجب انتقاص و عار اہل عرف میں موجود نہ ہو وہ بھی کفو ہوگا صرف ایسی نسبیہ عورتوں کا جنمیں شرافت حسبیہ کا

Marfat.com

کوئی شائبہ موجود نہ ہو خود علامہ شامی فرماتے ہیں۔

و کیف یصح لاحد ان یقول مثل ابی حنیفہ او الحسن البصری و غیرھما ممن لیس بعربی انہ لایکون کفوا لبنت بوال علی عقبیہ (انتہی)

ترجمہ: یہ کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کہ کوئی یہ کہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ یا خیر التابعین امام حسن بصری جیسا کوئی بزرگ جو عربی نہیں ایسے کسی عربی کا بھی کفو نہیں جو اونٹ کی طرح صحیح طریقہ پر پیشاب تک نہیں کرسکتا۔

لہذا فقہا کے لفقہات سے آج کل کے ابناء پر یہ اطلاق کرنا نہ صرف احکام شریعت سے استہزاء ہے بلکہ ان علماء کو بھی مستوجب سزا بنانا ہے جنہوں نے اپنے زمانہ میں علم کو ذوی الانساب سے مختص ہونے کو ابدی تصور فرما کر یہ تلواریں کھلی چھوڑ دی تھیں علاوہ ازیں علامہ شامی نے اپنی تصنیف منحۃ الخالق میں خود ہی ظاہر الروایتہ والے فتوی کی اپنی مخالفت کی تضعیف فرمادی ہے وہ فرماتے ہیں

یجوز العمل بہ و لا یقال انہ مخالف لظاہر الروایتہ (انتہی)

ترجمہ: اس پر عمل تو کیا جاسکتا ہے مگر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ظاہر الروایتہ کے مخالف ہے۔

علامہ رملی کے فتوی سے عالم غیر نسب کا صاحبتہ النسب کے کفو ہونا جب صراحتہً مذکور ہوچکا ہے تو حسیب کو غیر عالم سے

Marfat.com

مختص کرنا دعوی بلا دلیل ہے غایتہ مافی الباب یہی ہوگا کہ ناکح امام اعظم ابو حنیفہ یا خواجہ حسن البصری تابعی جیسا ہو اور منکوحہ ایسی جاہل کہ بوال علی الاعقاب ہو تو شرافت نسبیہ کوئی مفید نہ ہوگی مگر ایسی صورت نہ بظاہر ممکن ہے نہ اس قسم کے مفروضات پر فتوی دیا جاسکتا ہے بالخصوص جبکہ مستند علماء اس مفروضہ پر بھی ایسا حکم لگانے کے خلاف تصریح فرماگئے ہوں التحریر المختار حاشیہ در المختار میں ہے

و فی البرجبذی الاصح ان ذا الجاہ کالسلطان و العالم لایکون کفوا للعلویتہ ۱۲ و عبارۃ القہستانی فلا یکون العالم و لا الوجیہ کالسلطان کفوا للعلویتہ کما فی المضمرات ۱۲

ترجمہ: دنیوی عزت و مرتبہ والا جیسا کہ بادشاہ اور عالم علوی عورت کا کفو نہیں قہستانی کی عبارت ہے پس عالم اور عہدہ دار مثلاً بادشاہ علویہ کا کفو نہیں جیسا کہ مضمرات میں ہے۔

اور یہ بات خود خیر القرون کے اجماع کے بھی خلاف ہے کہ علم سبب تفوق ہو تمام اسباب علو پر کیونکہ حضرت علی علیہ السلام کو بلحاظ علم کے حضرت ذوالنورین رضی اللہ تعالی عنہ پر مسلماً فوقیت حاصل ہے مگر بروئے اجماع آپ کا مرتبہ حضرت عثمان کے بعد ہے جیسا کہ عام کتب عقائد میں مسطور ہے لہذا ثابت ہوا کہ نکاح میں بھی یہ مرجح علی شرف النسب نہیں اور اعتراض بے جا ہیں۔

اب ایک شق قابل بحث رہ جاتی ہے وہ یہ کہ آیا مستفتین

Marfat.com

حق کفائت سے دستبردار ہوجائیں تو یہ دستبرداری شرعاً معتبر ہوگی یا نہیں۔

عرض یہ ہے کہ اس سلسلہ میں حضرت امام صاحب اور ان کے صاحبین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے بحر و فتح القدیر میں ہے

ولو زوج الاب الصاحی ولده الصغير امته او بنته الصغيرة عبدا او زوجه و زاد على مهر المثل زيادة فاحشته او زوجها و نقص من مهر مثلها نقصانا فاحشا فهو صحيح من الاب و الجد دون غير هما عند ابى حنيفته و لم يصح العقد عندهما على الاصح لان الولايته مقيدة بشرط النظر فعند فواته يبطل العقد (بحر) انتهت الحوالته

ترجمہ: کسی باہوش باپ نے اپنے چھوٹے لڑکے کو لونڈی سے یا اپنی چھوٹی لڑکی کو غلام سے بیاہ دیا یا لڑکے مہر مثل سے کھلی زیادتی سے یا لڑکی کو مہر مثل سے کھلی کمی پر بیاہا تو امام صاحب کے نزدیک صرف باپ دادا کے ہاتھوں کیا ہوا ایسا نکاح جائز ہے دوسروں کے ہاتھ کا نہیں لیکن صاحبین کے اصح کے نزدیک یہ ہے کہ ہر طور نکاح نہیں ہوتا کیونکہ ولی بہتری مد نظر رکھنے کی شرط پر ولی ہوتا ہے جب یہ شرط نہ پائی گئی تو نکاح نہ ہوگا۔ (حوالہ ختم ہوا)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرات صاحبین کے نزدیک یہ حق ترک کرنا

Marfat.com

کسی صورت میں بھی جائز نہیں البتہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اقل قلیل اولیا میں سے بعض صورتوں میں جائز ہے اس اختلاف کے بعد علماء نے جو فیصلہ دیا ہے وہ یہ ہے کہ

وهذا اذا كان لها ولى و لم يرضى به قبل العقد فلا يفيد الرضا بعده (بحر) و اذا عدم الاولياء فالولايته الى الامام و الحاكم (هدايه) و اما اذا لم يكن لها ولى فهو صحيح نافذ مطلقا اتفاقا (فتح) انتہی

ترجمہ: اس کی صورت یہ ہے کہ عورت کا کوئی ولی ہو اور وہ نکاح سے پہلے غیر کفو پر راضی نہ ہوا ہو نکاح کے بعد راضی ہونا کوئی مفید نہیں اور جب نسبی ولی نہ ہوں تو ولایت بادشاہ اور اس کے نائب کو حاصل ہو گی ہاں اگر کوئی ولی بھی نہ ہو تو عورت کا غیر کفو میں کیا ہوا نکاح درست اور جائز ہے مطلقا اتفاقا۔

یعنی کسی بھی ولی کی موجودگی اور ناراضگی کے وقت یہ حق ترک کرنا قطعاً جائز نہیں اور ولی میں تمام عصبات نسبیہ دسببیہ اور دیگر جملہ رشتہ داران کے علاوہ حکومت بھی شامل ہے اور سابق میں ثابت کیا جاچکا ہے کہ بعض کے ترک حق کر لینے سے باقیوں کا حق ترک نہیں ہو جاتا بلکہ بقول صاحب فتح القدیر عوام اہل اسلام کو بھی اس سلسلہ میں حق اعتراض ہے لہذا وہی نکاح جائز ہو گا جہاں تمام اہل عرف جان پہچان والے بھی راضی ہوں ورنہ نہیں جیسا کہ قرون اولی میں ہوا ہے مگر اب چونکہ سیدات کے بارے میں ایسا ہونا ممکن

Marfat.com

نہیں اسلئے کسی سیدہ کا غیر سیدہ سے نکاح جائز نہ ہوگا۔ حضرت امام صاحب کے قول کو مشائخ اہل ترجیح نے اب **سدباب التزویج من غیرکفوعلیھا** (مبسوط) کو ترک فرمادیا ہے۔ یہاں **علیھا** کی قید کو اس عقد پر محمول نہیں کیا جاسکتا جو منکوحہ نے خود **منعقد کیا ہو کیونکہ اس** طرح سد باب نہیں ہوتا بلکہ یہ قید بروئے امام ابن ہمام **رحمۃ اللہ** تعالیٰ نے حضرت امام صاحب کے فرمان کو موجب **اشکال قرار دیا** ہے فتح القدیر میں ہے

و لابی حنیفۃ ان النظر و عدمہ فی ھذا لیسا **من** جھۃ **کثرۃ** المال بل باعتبار امر باطن **فالضرر** کالضرر **بسوء** العشرۃ و ادخال کل منھما المکروہ علی **الاخر** والنظر کل النظر فی ضدہ فی ھذا **العقد** و امر المال سھل غیر مقصودۃ فیہ بل المقصود فیہ ماقلنا (انتہی)

ترجمہ: امام اعظم کی دلیل یہ ہے بہتری دیکھنا نہ دیکھنا مال کے زیادہ ہونے کا نام نہیں بلکہ ایک پوشیدہ معاملہ کے سوچنے کا نام ہے اور مکمل تکلیف بدمعاملگی اور خاوند بیوی کو مصیبت میں ڈالنے میں ہے اور مکمل احتیاط ایسا نہ کرنے پر مال کی بات تو بالکل آسان ہے اور اصل مقصود بھی نہیں بلکہ مقصود خاوند بیوی کا باہم خوشگوار زندگی گذارنا ہے۔ (جواب نیچے درج کیا گیا ہے)

یہ ہے امام صاحب کی دلیل اب اس دلیل کو اعتبار کفائت کی ضرورت کے دلائل سے ملاؤ تو عدم تکافو کی صورت میں حسن

Marfat.com

مباشرۃ نیک معاشرت اور عدم الاضرار غیر فطری و غیر معتاد ہے

خدا تعالیٰ فرماتے ہیں

هو الذی خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیها و جعل بینکم و بینهم مودة

یعنی کفائت کی حکمت یہ ہے کہ یہی ذریعہ سکون و محبت ہے چنانچہ حضرت شیخ الشیوخ حضرت سہروردی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قال تعالیٰ وجعل منہا زوجہا لیسکن الیہا الایہ کے تحت فرمایا ہے

و فی قولہ تعالی و منها اشعار بتلازم و تلاصق موجب للاتلاف و التعاشق

فقہا فرماتے ہیں

(انتظام المصالح بین المتکافئین عادة) و النکاح شرع لانتظامها و لاتنتظم بین غیر المتکافئین (انتهی) و لا مقاربتہ للنفوس عند مباعدة الانساب (شامی)

اسی لئے امام ابن ہمام فرماتے ہیں

هذا کلہ مقتضی الادلتہ التی ذکرناها مع قطع النظر عن غیرها و علی اعتبارها لیشکل قول ابی حنیفتہ فی ان الاب لہ ان یزوج بنتہ الصغیرة من غیر کفؤ (فتح القدیر)

ترجمہ: اس آیت میں منہا فرمانے سے یہ بتلانا مراد ہے کہ خاوند بیوی میں باہم ایسا ملاپ اور ساتھ ہو جو محبت عاشقانہ کے

Marfat.com

سبب سے ہوتا ہے معاملات کی درستی کا انتظام بروئے عادۃ تب ہوتا ہے کہ خاوند بیوی کفو ہیں اور نکاح شریعت میں ہے ہی انکے انتظام کرنے کیلئے اور جہاں ہر دو کفو نہ ہوں وہاں یہ نہیں ہوسکتا نسب جہاں دور ہوں وہاں دل قریب نہیں ہوسکتے امام صاحب کا قول صرف ان دلائل پر مبنی ہے جبکہ دیگر کسی بات کا لحاظ نہ کیا جائے اگر انکا اعتبار کیا جائے تو امام صاحب کا قول کہ باپ کو حق ہے کہ اپنی نابالغہ لڑکی کا غیر کفو میں نکاح کردے ناقابل تسلیم اور مشکل ہوجاتا ہے۔

لہذا بروئے دلائل اب ترک کفائت کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی اور علماء کا فتوی بھی یہی ہے۔ بحرالرائق میں ہے کہ

و ذکر فی الوکالتہ ان اعتبار الکفائتہ فی ھذا استحسان عندھما لان کل واحد یعجز عن التزوج بمطلق الزوجتہ فکانت الاستعانتہ فی التزوج بالکفو کذا فی الھدایتہ و ظاھرہ ترجیح قولھما لان الاستحسان مقدم علی القیاس الا فی مسائل معدودۃ لیس ھذا منھا و لذا قال الاسبیجابی قولھما احسن للفتوی (انتھی)

ترجمہ: بحث وکالت میں ذکر کیا ہے کہ یہاں کفو کا اعتبار کرنا صاحبین کے نزدیک استحسان ہے کیونکہ ہر آدمی ہر قسم کی بیوی سے نکاح نہیں کرسکتا اس لئے بیاہ کے معاملہ میں کفو کا سہارا لیا گیا ہے۔ ہدایہ میں اسی طرح ہے اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ

Marfat.com

صاحبین کا قول راجح ہے کیونکہ استحسان قیاس پر مقدم ہوتا ہے سواء چند مسائل کے کہ یہ انمیں سے نہیں اسی لئے علامہ مولانا اسبیجابی نے تصریح کی ہے کہ فتوی صاحبین کے قول پر ہی اچھا ہے۔ (حوالہ ختم ہوا)

اندریں حالت جبکہ کفائت فی النسب لوازم صحت نکاح میں سے ہوئی اور تمام ممکنہ اقارب موجود بالفعل و اہل عرف کو راضی کئے بغیر اس سے دستبردار ہونا چاہے باپ یا دادا کی طرف سے بھی کیوں نہ ہو جائز و شرعاً معتبر نہ ہو اور کوئی غیر سید جو حسنین کریمین کی اولاد نہ ہو سیدہ کا کفو نہ قرار دیا جاسکتا ہوا نہ ہی آج کل کسی عالم کا علم ضروریات شرعیہ کی جاننے والی فاطمیہ کی عالی نسبی کی کمی پوری کرسکتا ہوا کسی سیدہ کا کسی بھی غیر سید سے چاہے صدیقی ہو یا فاروقی عثمانی ہو یا علوی عباسی ہو یا جعفری نکاح جائز نہ ہوگا بلکہ منعقد ہی نہ ہوگا اگر بعض اولیا چاہے اقرب کیوں نہ ہوں اس نکاح کو منظور کر بھی لیں گے تو ان کا کیا معتبر نہ ہوگا اور نکاح منعقد نہ ہوگا۔

سوال: بعض علاقوں میں سیدہ کا غیر سید سے نکاح معیوب و موجب استنقاص نہیں سمجھا جاتا اس علاقہ میں نکاح ہذا کا کیا حکم ہے۔

جواب: اس نکاح میں موانع متعدد ہیں (ا) غیر کفو میں نکاح ہونا (ب) موجب استنقاص و عار اہل عرف ہونا وغیرہ وغیرہ۔

عذر ثانی اس نکاح میں مانع نہ سہی عذر اول تو مانع ہے کیونکہ منکوحہ بوقت نکاح بالغہ ہوگی یا نابالغہ بالغہ ہو تو اس کے لئے غیر کفو

Marfat.com

میں نکاح کا دروازہ ہی بند کردیا گیا ہے کیونکہ بالغہ اپنے عقد کی خود متولیہ ہوتی ہے ولی صرف وکیل ہوتا ہے اور عورت کی طرف جو عقد منسوب ہو رائج الوقت فتوی کی رو سے اُسے ہی باطل اور سرے سے غیر منعقد قرار دیا گیا ہے لہذا یہ نکاح نہ ہوگا. اور اگر لڑکی نابالغہ ہو تو ترک کفایت باپ دادا بھی کریں تو بروئے فتوی درست نہیں لہذا یہ نکاح منعقد ہی نہ ہوگا.

ویسے عام طور پر یہ وہاں مروج ہے جہاں انساب کی حفاظت نہیں کی گئی ہے اس لئے علماء نے صرف زبانی دعووں پر اعتبار نہیں کیا یا حفاظت نسب نہ ہونے کے سبب علماء بھی اسکے تحفظ کا اہتمام نہیں کرتے اور فتوی بلحاظ تفاوت زمان ومکان متفاوت ہوجاتا ہے لہذا جہاں کے تمام لوگ خاندان رسالت کے امتیاز کے منکر ہوگئے ہوں وہاں یہ کام ہونے لگے تو کیا بعید ہے۔ ہاں اگر تمام اولیا نہ رہیں جن میں با انصاف حکام بھی شامل ہیں تو ایسے وقت چونکہ مسلمان بے بس ہوں گے لہذا اس وقت یہ شرائط عائد نہ ہوں گی حضرت سکینہ بنت السبط علیہما السلام کے ساتھ بھی کم و بیش اسی قسم کے حالات پیش آئے تھے واللہ تعالی اعلم

هذا آخر ما اردنا ایراده فی هذا الباب و الله الموافق للهدایتہ و الصواب و عنده ام الکتاب

(محمد عبد الحئی)

یہ حسن اتفاق کہئے و سعادت مقدر آج بتاریخ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۹۳ء بمطابق ۱۴ اپریل ۱۹۷۳ء بروز سینچر جب میں ان سطور کو نقل کو رہا تھا حضرت قبلہ گاہم سیدی و والدی الکریم مداللہ تعالیٰ

Marfat.com

فیوضہ الجسیم کا ایک مکتوب محبوب جناب صاحبزادہ سید غلام نصیر الدین شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالی کے پاس سے باوجود موانع متعددہ کے اڑ کر میرے پاس آگیا چونکہ اسمیں مسئلہ مندرجہ بالا سے ملتی جلتی باتیں لکھی ہیں اس لئے میں اسکو حرف بحرف یہاں نقل کر نیکی سعادت حاصل کرتا ہوں واللہ الموفق لما یرید وھو المبدی والمعید

از بہاول پور محلہ گنج

۲۱ رجب ۴۸ھ ۲۴ دسمبر ۲۹ء

بحضور پر نور کرامت ظہور قبلۂ عالمیان و کعبۂ جہانیان مرشدی ومولائی وملجائی وماوائی دام ظلہم العالی ۔

قدم بوسی آستاں لیسی ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

آداب بے حساب و نیاز بے انداز سیدی و

مولائی غلام تراب الاقدام غلام محمد گھوٹوی بعد عرض حضار دربار دربار عرض پرداز ہے کہ فدوی اکتوبر ۲۹ء سے بیمار ہے پہلے اطباء کہتے تھے موسمی بخار ہے چنانچہ علاج ڈاکٹری و یونانی ہر دو طرح کے کرائے گئے کوئی فائدہ نہ ہوا آخر حضور کے ورود مسعود کی خبر ہوئی اور جناب ملک صاحب نے تحریر فرمایا کہ اعلیحضرت ۵ نومبر ۲۹ء کو خانیوال کے اسٹیشن پر برائے نزول اجلال قادر پور سعادت بخش جہانیاں ہوں گے فدوی دیدار پر انوار کے اشتیاق میں حاضر ہوا ارادہ تھا کہ چند ایام خدمت میں رہ کر اپنی بیماری کے لئے عرض کروں گا مگر یکایک خاکسار کا مزاج خراب ہوگیا اور قطب پور کے محط پر مناسب یہی نظر آیا کہ واپس عزت کدہ پر چلوں پس حضور کی درگاہ

Marfat.com

عرض اشتباہ میں بواسطہ حضرت محی الملتہ و الدین دام ظلہم العالی عرض ترخص کی جا کر رخصت حاصل کر کے واپس ہوا اور اس وقت سے اب تک بدستور بیماری میں مبتلا ہے۔ اطباء کہتے ہیں کہ حرارت لازم ہو گئی ہے کوئی کچھ کہے ہے کوئی کچھ کہے ہے الغرض سخت جزبز میں مبتلا ہوں۔

اب گذارش ہے کہ میری تکالیف قلبی و قالبی پہلے ہی حد و عد سے باہر تھیں اعداء جاہ دنیاوی اور ان کے تکلیف دہ کارنامجات بہت وسیع تھے اب بیماری کے سلسلہ کی لاتناہی مزید بے پناہی کا موجب بن رہی ہے میں زندگی سے سخت تنگ آگیا ہوں اگر زندگی کا رشتہ قریب الانفکاک ہے تو براہ لطف قدیم دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ خاتمہ ایمان پر فرماوے برزخ کے عذاب و منکر و نکیر کے سوالات میں آپ مدد فرماوے اور دنیا کا چھوڑنا میرے لئے راحت ہو اور اگر بالفرض زندگی کے کچھ ایام باقی ہیں تو دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ صحت و عافیت عطا فرماوے زیادہ آرزوئے قدمبوسی غلام محمد گھوٹوی بخدمت حضرت ملک صاحب بعد نیاز اینکہ اگر ممکن ہو تو میرا عریضہ سنادیں۔ دستخط

حضور نے ایک تحریر عطا فرما کر اس کے جواب کیلئے ارشاد فرمایا بباعث بیماری جواب میں التوا ہوتا رہا اب عرض کرتا ہوں۔

(۱) اہل بیت میں ازواج مطہرات داخل ہیں یا نہیں؟

الجواب: داخل ہیں مگر تفصیل یہ ہے کہ اہل بیت کے کئی معنی ہیں۔ (۱) من حرمت علیہم الزکوٰۃ اور یہ بنو ہاشم کو شامل ہے۔ آل عباس و

Marfat.com

آل علی و آل جعفر و آل عقیل و آل حارث رضی اللہ عنہم اجمعین

(۲) اہل و عیال آنحضرت ﷺ اور یہ شامل ہے ازواج مطہرات و اولاد امجاد و حسنین علیہم السلام و علی علیہ السلام کو اور یہی معنی آیت تطہیر میں مراد ہیں۔

(۳) مختص بچہار تن تک (علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام)

حدیث ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں یہی مراد ہیں اور یہی معنی متعارف ہیں اور کتب حدیث میں جہاں مناقب اہل بیت النبی ﷺ کا باب باندھا جاتا ہے یہی مراد ہوتے ہیں پس اہل بیت بالمعنی الثانی میں ازواج مطہرات داخل ہیں دخولاً اولیاً۔

(۴) فاطمۃ الزہرا علیہا السلام و عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں سے کس کو فضیلت ہے؟

الجواب: اگرچہ کتب فقہ میں مثلاً در مختار و شامی میں یہی موجود ہے کہ حضرت صدیقہ من وجہ افضل ہیں اور شامی نے بدءُ الامالی کا یہ شعر بھی نقل کیا ہے

وللصدیقۃ الرجحان فاعلم
علی الزہراء فی بعض الخلال

مگر شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ سیوطی نے اپنے فتاوی میں تحریر فرمایا ہے کہ اس میں تین مذہب ہیں

۱۔ اصح مذہب یہ ہے کہ فاطمہ افضل ہے عائشہ صدیقہ سے
۲۔ مساوات
۳۔ توقف

Marfat.com

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو فاطمۃ الزہراء علیہا السلام افضل ہیں اور یہ اصح ہے یا صدیقہؓ ان کے مساوی ہیں پس صدیقہؓ کی تفضیل کا مذہب دراصل کسی کا مذہب ہی نہیں بلکہ یہ احتمال جزئیات فقہ سے متاخرین نے استنباطاً ذکر کیا ہے اور میرا خیال ہے کہ اسی لئے صاحب درمختار نے اس قول کی قیل سے تعبیر کر کے ضعیف ظاہر کیا ہے۔

الغرض احادیث اس بارہ میں دو طرح وارد ہیں ایک میں **وارد** ہے **فضل عائشہ علی النسا کفضل الثرید علی سائر الطعام** او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری میں **فاطمۃ سیدۃ النساء الجنۃ** او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم وارد ہے پس بعض علماء نے توقف کیا بعض نے مساوات کا قول کیا ہے بعض نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حق میں جو حدیث وارد ہوئی ہے اسکو سیادۃ دینی پر محمول کیا اور فضل عائشہؓ کو فضل مطلق پر محمول کر کے زہراء علیہا السلام کو افضل قرار دیا والعلم عند اللہ۔

۳) الحسن و الحسین سید اشباب اہل الجنۃ میں ہر دو حضرات کی فضیلت تمام اہل اسلام پر ثابت ہوتی ہے تو کیا یہ عقیدہ صحیح ہے؟

الجواب: اس حدیث کے معنی شراح حدیث نے کئی طرح بیان کئے ہیں مظہر نے شرح مشکوۃ میں لکھا ہے کہ

یعنی افضل ممن مات شابا فی سبیل اللہ من اصحاب الجنتہ

شارح مشکوۃ نے اس پر اعتراض کیا ہے

فیہ نظر لانہ لا وجہ لتخصیص فضلھما علی من مات شابا بل ھما افضل ممن مات شیخا

پھر شارح خود فرماتے ہیں

فالاولی ماقیل ان المراد اھل الجنۃ لان اھل الجنۃ کلھم شباب لکن یخص بماسوی الانبیاء و الخلفاء الراشدین

الحاصل اس حدیث میں ایک اشکال قوی ہے اس واسطے کہ اہل الجنۃ تمام شاب ہوں گے پس یہ تخصیص دراصل تعمیم ہوگی پس لازم آئیگا کہ سیدین منیرین علیہما السلام خلفاء راشدین اور انبیاء علیہم السلام سے افضل ہوں اور یہ اہل بدعت کے نزدیک کو مسلم ہو مگر ہمارے نزدیک مسلم نہیں اس واسطے کہ ہمارے نزدیک افضل الخلق کافۃً حضور پر نور سیدنا صلی اللہ علیہ و سلم ہیں اس کے بعد تمام انبیاء علیہم السلام باقی تمام مخلوق سے افضل ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے بعد خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم، پھر اہل بدر، پھر اہل احد، پھر اہل بیعۃ الرضوان کما ھو مشھور فی کتب العقائد پس مظہر نے تو یہ جواب دیا ہے کہ شباب اہل الجنۃ سے مراد یہ ہے کہ اہل الجنۃ بننے کے وقت جو شاب تھے۔ان سے افضل ہیں یعنی دنیا میں جوانی کی حالت میں شہید ہوئے وہ ان کے سید ہیں چونکہ انبیاء علیہم السلام و خلفاء راشدین کی یہ حالت نہیں لہذا ان پر سیادت اور فضیلت ثابت نہیں ہوتی مگر اس جواب کی لغویت دو

Marfat.com

درجہ سے ظاہر ہے ایک تو ہر دو حضرات علیہما السلام کی سیادت کو انہیں لوگوں پر خاص کرنا صحیح نہیں بلکہ وہ صحابہ کے بعد تمام اُمت سے افضل ہیں اور صحابہ میں سے بھی اکثر سے افضل ہیں دوسرے وہ خود شہادت کے وقت شاب نہیں تھے حضرت سیدنا حسنؓ کی ولادت اصح قول پر ۳ھ نصف رمضان کو ہوئی اور ۵۰ھ کو اصح قول میں شہید ہوئے علیہ السلام اس حساب سے آپ کی عمر انتقال کے وقت ۴۷ سال تھی اور ۴۰ سال کے بعد کہولت شروع ہوجاتی ہے اور سیدنا حسین علیہ السلام ۴ھ پانچ شعبان کو پیدا ہوئے اور ۶۱ھ ۱۰ محرم کو انتقال فرمایا علیہ السلام اس حساب سے آپ کی عمر ۵۷ سال سے کچھ کم ہوئی یہ بھی شاب کی عمر سے بہت زیادہ ہے۔

اب شارح نے پہلے سوال کا جواب تو دیا ہے **فالاولی ما قیل** آہ لیکن دوسرے سوال کا جواب کچھ نہیں دیا ترمذی کے بعض محشی تو فرماتے ہیں کہ شاب سے مراد فتیٰ ہے اور فتوۃ بمعنی کرم و شرف ہے چنانچہ محاورہ ہے فلان فتی و ان کان شیخا مشیرا الی فتوۃ و کرمہ اور بعض کہتے ہیں کہ شاب تعطفاً و تحبباً کہدیا جیسے والد اپنے بیٹے کو صغیر ولید کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں گو وہ شاب یا بوڑھا ہی کیوں نہ ہو مزید اطمینان کیلئے یہاں مرقات شرح مشکوۃ کی عبارت نقل کرتا ہوں۔

قال المظہر یعنی ھما افضل من مات شابا فی سبیل اللہ من اصحب الجنتہ و لم یرد بہ سن الشباب لانہما ماتا و قد کھلا بل مایفعلہ الشباب

من المروة كما يقال فلان فتى و ان كان شيخا يشير الى مروتہ و فتوتہ او انہما سيدا اہل الجنتہ سوى الانبياء و الخلفاء الراشدين و ذلک لان اهل الجنتہ كلهم فى سن واحد و هو الشباب و ليس فيهم شيخ و لاكهل قال الطيبى و يمكن ان يراد هما الان سيدا شباب من هم من اهل الجنتہ من شبان هذا الزمان

مگر ان سب توجیہات کے بعد بھی اس حدیث کے معنی صاف نہیں ہوئے اس واسطے کہ بعض طرق میں اس حدیث کے لفظ یوں وارد ہوتے

الحسن و الحسين سيدا شباب اهل الجنتہ و ابوهما خير منهما

اور بعض طرق میں یہ لفظ ہیں

الحسن و الحسين سيدا شاب اهل الجنتہ الا ابنى الخالتہ عيسى بن مريم و يحى بن زكريا

اس جگہ محض حضرت علی و حضرت عیسی علیہ السلام و حضرت یحی علیہ السلام کا استثناء ہے پس دیگر انبیاء علیہم السلام و خلفاء ثلثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ہر دو حضرات کا افضل ہونا ثابت ہو گیا ہاں طیبی کی توجیہ اختیار کی جائے تو کلام بن سکتا ہے کہ جب حضور نے فرمایا تھا اس وقت کے بہشتی جوان مراد ہیں اور ان کی فضیلت ان لوگوں پر ثابت ہوگی تو بے شک حضرت علی علیہ السلام اس وقت

جوان تھے مگر بوقت اس فرمان کے موجود ہی نہیں تھے نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع بقول صحیح ۱۲۰ سال کی عمر میں ہوا پھر اس وقت کے جوان مرد کیسے مراد ہوسکتے ہیں۔

نیز ایک اعتراض یہ بھی ہوتا ہے کہ سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ کے حق میں ابنی ھذا سید علی الاطلاق وارد ہوتا ہے پس وہاں جوان وغیرہ کی قید ہی نہیں پس میری رائے میں اگر سید سے محض افضل من حیث الثواب مراد نہ ہو بلکہ سید کے معنی حسب بیان ملا علی قاری من جمع السیادۃ نسبًا و حسبًا وعلمًا و عملاً ہیں پس اس معنی کی بناء پر اگر حسین کو تمام اہل الجنۃ سے افضل کہا جائے تو کیا قباحت ہے اس واسطے کہ انبیاء علیھم السلام و خلفاء رضی اللہ عنھم علمًا و عملاً گو حسنین رضی اللہ تعالی عنہما سے افضل ہیں مگر شرافت نسبی و حسبی و علمی و عملی کا اجتماع اس قسم کا کہیں ملنا بعید ہوگا حضرت عیسی علیہ السلام کی والدہ کی فضیلت ثابت ہے مگر ان کا والد تھا ہی نہیں حضرت یحیٰ علیہ السلام کا والد نبی تھا مگر والدہ اس پایہ کی نہ تھی مگر تاہم جیسے دوسری روایت میں دو نبیوں کا علیھم السلام استثناء آیا ہے اسکو تمام انبیاء علیھم السلام کے استثناء کا قرینہ قرار دیکر اور حضرت علیؓ کے استثناء کو تمام خلفاء راشدین کے استثناء کا قرینہ قرار دیکر باقی اہل الجنۃ سے انہیں افضل ماننا کسی شرعی اصل کے مخالف نہیں بلکہ مطابق ہے۔

میری ناقص علم میں یہی ہے اس سے زیادہ اس وقت کچھ سمجھ نہیں آتا امید کرتا ہوں کہ اپنی رائے مبارکہ سے سرفراز

فرمائیں گے باقی سوالات بالکل معمولی ہیں اور ان کے جوابات کی کوئی ضرورت نہیں زیادہ بجز آرزوئے قدمبوسی کیا لکھوں۔ دستخط

نوٹ: حضرت غالباً بوجہ ضعف بیماری یہ تحریر فرمانے سے تھک گئے تھے اس لئے آخری سطور میں چند ضروری حروف چھوٹتے گئے ہیں مثلاً پہلے جواب کی پہلی سطر میں آل عباس و آل علی کا لفظ چھوٹ گیا تھا (جسے ہم نے درست لکھ دیا ہے) لہٰذا یہ تنبیہ کردیگئی ہے تاکہ پڑھنے والا متنبہ ہوسکے والسلام علی سیدنا وسیدالانام وعلی آلہ وسائر صحبہ الی یوم القیامۃ آمین آمین۔

مسئلہ نکاح کی تائید حسب ذیل علماء نے کی

۱۔ قاضی اللہ بخش زندہ گور گنج استاذ العلماء

۲۔ سید محمد علی شاہ بہلی راجن بانی دارالعلوم عثمان پور

۳۔ سید حبیب اللہ شاہ البنوری سابق صدر مدرس مدرسہ عربیہ چکوال و صادقیہ عباسیہ منچن آباد

۴۔ سید دین محمد شاہ مفتی اعظم مظفر گڑھ

۵۔ مولینا حافظ غلام فرید صاحب نائب مفتی جامعہ اسلامیہ بہاول پور

۶۔ قاضی رشید احمد نائب خطیب نواب صاحب بہاول پور

۷۔ حضرت سید امام شاہ صاحب سجادہ نشین مہر آباد و بانی دارالعلوم خدمت الاسلام لودھراں

۸۔ مولانا میر محمد امیر جماعت ربانیین رکن پور چاچڑاں شریف

Marfat.com

۹۔ مولانا غلام رسول خاں صدر مدرس مدرسہ عربیہ خان بیلہ

۱۰۔ مولانا علامہ خدا بخش خطیب جامع مسجد عید گاہ کیمبل پور

۱۱۔ مولانا علامہ اللہ رکھا خطیب جامع مسجد منٹگمری شکر گڑھ

وغیرہ وغیرہ

وہ اصحاب جو اس بندہ حقیر سے ملاقات کو مہر منزل قدم رنجہ فرما ہوئے شکر اللہ سعیہم

فقط

حافظ محمد عبد الحئی چشتی
خادم دار الافتاء حضرت الشیخ الجامع
مہر منزل۔ محلہ گنج شریف
بہاولپور

Marfat.com

ملنے کا پتہ

دربارِ عالیہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف

اسلام آباد

پرنٹنگ پروفیشنل لاہور فون: ۶۳۰۴۱۰۳